بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ

مشکوٰۃ

MONTHLY MISHKAT

"قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح
کے بغیر نہیں ہوسکتی"

(بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان
MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA BHARAT

نگران: کے طارق احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

فہرست مضامین

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جون 2019	5
رمضان المبارک روحانی اور جسمانی برکات	9
مسائل عید الفطر	14
رمضان المبارک حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حوالہ سے	19
جامعہ احمدیہ میں حصول تعلیم کی غرض و غایت و اہمیت	21
DIARY DOSE	27
اطفال کے صفحات	28
حفظان صحت	29
Mishkat Archives	29
دوسری عالمی جنگ کا ایک اہم واقعہ بمقام DUNKIRK	30
سائینس کی دنیا	32
دیار مہدی سے	33
Summary Of Khutba Juma Delivered On 7th June 2018	40

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

ایڈیٹر
نیاز احمد نائک

نائبین
تبریز احمد سلیجہ، اطہر احمد شمیم
ریحان احمد شیخ

منیجر
سید عبدالہادی

مجلس ادارات
عمر عبدالقدیر، بلال احمد آہنگر
مرشد احمد ڈار، ناصر الدین حامد
صالح احمد، اعجاز احمد میر

ڈیزائننگ
آر۔ محمود احمد عبداللہ

دفتری امور
عبدالرب فاروقی، مجاہد احمد سلیجہ

مقام اشاعت
دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک
اندورن ملک ₹220
بیرون ملک $150
قیمت فی پرچہ ₹ 20

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul Ahmadiyya Bharat Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India, and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India. Editor Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

خادم القوم مخدوم بننے کی نشانی ہے

حقوق اللہ اور حقوق اللہ دین کے دو بنیادی پہلوں ہیں ۔انسان اسی صورت میں انسان کہلانے کا مستحق ہے جب اس میں خداتعالیٰ کے حقوق اوربندے کے حقوق کی ادائیگی اورانکے تئیں محبت کے جذبات موجزن ہوں ۔حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے اس مضمون کو شاعرانہ انداز میں کچھ یوں بیان کیا ہے

خِلقت انس میں ہے اُنس ومحبت کا خمیر گر محبت نہیں بے کار ہے انسا ں ہونا

امت مسلمہ کو خیر امت قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگو ں کی خیر وبھلائی کے لئے نکالی گئی ہے ۔مسلمانو ں کو نافع الناس وجود بنانے کے لئے رمضان کے روزو ں کے احکام ملتے ہیں۔روزے جہاں حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتے ہیں وہیں حقوق العباد کی بجاآوری کے زبردست محرک ہیں۔بھوکاپیاسارہ کر روزے دار کو فقر و فاقہ کا احساس ہوتاہے۔یوں اس کے دل میں غریبوں اور ناداروں کے تئیں ہمدردی کے جذبات پیداہوتے ہیں ۔اور انکی حاجت روائی کرنے میں پہل کرتے ہیں۔یوں معاشرے میں امیر وغریب کی خلیج کم ہوجاتی ہے اورآپسی بھائی چارے کی فضاپیداہوتی ہے۔

ایک روزے دار جب ماہ رمضان میں خداتعالیٰ کی رضااورخوشنودی کی خاطر اپنی جائز اورحلال چیزوں کو چھوڑتاہے تو وہ اس بات کی ضمانت دے رہاہوتاہے کہ وہ ناجائز تصرف سے باز رہے گا۔جو خداکے لئے اپنے حقوق چھوڑ رہاہو وہ دوسرں کے حقوق کسطرح غصب کرسکتاہے۔روزہ سے انسان صبر سیکھتاہے۔اگر کوئی ناروااسلوک روارکھے یاجاہلانہ طریق سے پیش آئے توروزے دار صبر ورضاکامظاہرہ کرتے ہوئے خاموش رہتاہے اورخداتعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتاہے۔یوں اپنی زبان اورہاتھ کے ضرر اورشر سے محفوظ رکھتاہے۔

خداتعالیٰ کی رضاکو پانے کابہترین ذریعہ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور خدمت ہے۔اسلام میں کثرت کے ساتھ ایسی تعلیمات پائی جاتی جو بنی نوع انسان سے ہمدردی پر مبنی ہیں اورجن کی بجاآواری خداتعالیٰ کی رضااورخوشنودی پر منتج ہوجاتی ہے ۔ دین اسلام کے مطابق بنی نوع انسان خداتعالیٰ کا عیال ہے اور خداکے نزدیک وہی محبوب ہے جو اس عیال خداسے ہمدردی کا سلوک کرنے والاہو۔جو اہل زمین پر رحم کرتاہے رحمان خدا آسمان پر اسکی رحمت کے سامان کرتاہے ۔خداتعالیٰ سختی اوردرشتی کو پسند نہیں کرتابلکہ نرمی اورملاطفت کو محبوب رکھتاہے ۔اورنرمی کرنے پروہ کچھ عطا کرتاہے جو سختی پر نہیں کرتا۔دین اسلام آسانی اورنرمی کا دین ہے جو بھی مسلمان بنی نوع انسان کے تئیں نرمی اورآسانی کو روا رکھتاہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی حقیقی مسلمان اورمومن ہے ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں”غرض نوع انسان پر شفقت اوراس سے ہمدردی کرنابہت بڑی عبادت ہے ۔اور اللہ تعالیٰ کی رضاحاصل کرنے کے لئے یہ زبردست ذریعہ ہے۔مگر میں دیکھتاہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے ۔۔۔۔اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیاہے اسکی شکر گزاری یہی ہے کہ اسکی مخلوق کے ساتھ احسان اورسلوک کریں۔اوراس خداداد فضل پر تکبرنہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔“(ملفوظات جلد ۴ ص ۴۳۸)

اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ ہمیں بنی نوع انسان کی بہتری اور بھلائی کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہنے کی توفیق عطافرمائے اوردس شرائط بیعت میں سے بذیل شرط کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنے کی توفیق عطافرمائے۔

دہم :۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

نیاز احمد نائک

قرآن کریم

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَن کَانَ مَرِیضًا أَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَیَّامٍ أُخَرَ یُرِیدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدَاکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ ﴿البقرۃ:۱۸۵﴾

ترجمہ:رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرواور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطاکی اور تاکہ تم شکر کرو۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (الانعام : ۳۹)

ترجمہ :: ہم نے کتاب میں کوئی چیز بھی نظر انداز نہیں کی۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۰۷﴾ (البقرہ : ۱۰۷)

ترجمہ :: جو آیت بھی ہم منسوخ کر دیں یا اُسے بھلا دیں، اُس سے بہتر یا اُس جیسی ضرور لے آتے ہیں کیا تُو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَتْلُوْهُ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُنْفِقُهٗ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ

(بخاری کتاب التوحید)

ترجمہ :: دو شخص قابل رشک ہیں ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی نعمت عطا فرمائی ہو اور وہ رات اور دن کی مختلف گھڑیوں میں اس کی تلاوت کرتا ہے اور دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہو اور وہ اس سے رات دن اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِیْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِیْ بُیُوْتِ الدُّنْیَا لَوْکَانَتْ فِیْکُمْ فَمَا ظَنُّکُمْ بِالَّذِیْ عَمِلَ بِهٰذَا

(سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب فی ثواب قرأۃ القرآن)

ترجمہ : جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس پر عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی اس سورج سے بھی زیادہ ہوگی جو دُنیاوی گھروں کو روشن کرتا ہے اور اگر تمہارے پاس یہ سورج ہو اور اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو اس قرآن کریم پر عمل کرتا ہو۔

کلام الامام المہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہماری دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچائیں

”پس ہمارے دوستوں کے لیے لازم ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو ضائع ہو نے سے بچاویں اور ان کی راہ میں کوئی روک نہ ڈال دیں جو ان کی نا شائستہ حرکات سے پیدا ہو سکتی ہے۔ان کو چاہیے کہ وہ تقوی کی راہ اختیار کریں،کیونکہ تقوی ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقوی ہی ہو سکتا ہے۔تقوی کے مدارج اور مراتب بہت سے ہیں،لیکن اگر طالب صادق ہوکر ابتدائی مراتب اور مراحل استقلال اور خلوص سے طے کرے، تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلی مدارج کو پا لیتا ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین۔(المائدہ:28) گویا اللہ تعالی متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں تخلّف نہیں ہوتا۔جیسا کہ فرمایا ہے:ان اللہ لا یخلف المیعاد(الرعد:32)پس جس حال میں تقوی کی شرط قبولیت دعا کے لیے ایک غیر منفک شرط ہے،تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیت دعا چاہے،تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔لہذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو۔ہر ایک ان میں سے تقوی کی راہوں پر قدم مارے،تاکہ قبولیت دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے اور زیادتی ایمانی کا حصہ لے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۶۹ جدید ایڈیشن)

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔یہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوتی ہے۔اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل ۲۳ مئی ۲۰۰۳ء)

”قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب ہے اور ہر قسم کے ممکنہ عیب سے پاک ہے اور نہ صرف پاک ہے بلکہ ہر قسم کی حسین اور خوبصورت تعلیم اس میں پائی جاتی ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ اور اس میں وہ تمام خوبیاں شامل کر دی گئی ہیں جن کی پہلے صحیفوں میں کمی تھی اور اب یہی ایک تعلیم ہے جو ہر ایک قسم کی کمی سے پاک ہے۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کرکے ہر برائی سے بچا جا سکتا ہے۔“

(خطبات مسرور جلد ۳، صفحہ ۱۲۷، مطبوعہ قادیان)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 7 جون 2019 بمقام مسجد مبارک اسلام آباد

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج سے دوبارہ بدری صحابہ کا ذکر شروع کروں گا۔ آج جن صحابہ کا ذکر ہے ان میں سے پہلا نام ہے حضرت عبداللہ بن طارق۔ حضرت معطب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن طارقؓ کے اخیافی بھائی تھے۔ حضرت عبداللہ بن طارق اور حضرت معطب بن عبید غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شامل ہوئے اور واقعہ رجیع کے دن دونوں بھائیوں کو شہادت نصیب ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن طارق اُن چھ صحابہ اور بعض روایات کے مطابق دس صحابہ میں شامل تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 3 ھجری کے آخر میں قبیلہ عضل اور قارہ کے چند آدمیوں کے پاس بھیجا تھا تا کہ وہ انہیں دین کے بارے میں کچھ سمجھ بوجھ دیں اور انہیں قرآن کریم اور اسلامی شریعت کی تعلیم دیں۔ جب یہ لوگ مقام رجیع تک پہنچے جو حجاز میں ایک چشمہ ہے جو قبیلہ ھزیل کی ملکیت تھا تو اس پر قبیلہ ھزیل کے لوگوں نے سرکشی اختیار کرتے ہوئے ان صحابہ کا محاصرہ کیا اور بغاوت کرتے ہوئے ان سے قتال کیا۔ ان میں سے سات صحابہ کے نام یہ ہیں۔

حضرت عاصم بن ثابتؓ، حضرت مرثد بن ابو مرثدؓ، حضرت خبیب بن عدیؓ، حضرت خالد بن بکیرؓ، حضرت زید بن دثنہؓ، حضرت عبداللہ بن طارقؓ اور حضرت معطب بن عبیدؓ۔ ان میں حضرت مرثد حضرت خالدؓ اور حضرت عاصمؓ اور حضرت معطب بن عبیدؓ تو وہیں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت خبیبؓ اور حضرت عبداللہ بن طارقؓ اور حضرت زیدؓ نے ہتھیار ڈال دیئے تو کافروں نے انہیں قید کر لیا اور ان کو مکہ کی طرف لے کر چلنے لگے۔ جب وہ مقام زہران پر پہنچے جو مکہ سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک وادی ہے ، تو حضرت عبداللہ بن طارقؓ نے رسی سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور اپنی تلوار ہاتھ میں لے لی۔ یہ کیفیت دیکھ کر مشرکین ان سے پیچھے ہٹ گئے اور آپ کو پتھروں سے مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے اور آپ کی قبر زہران میں ہے۔ واقعہ رجیع ہجرت کے بعد 36 ویں مہینے میں صفر کے مہینے میں ہوا۔

واقعہ رجیع کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار ہجری میں اپنے دس صحابیوں کی پارٹی تیار کی اور ان پر عاصم بن ثابتؓ کو امیر مقرر فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ خفیہ خفیہ مکہ کے قریب جا کر قریش کے حالات دریافت کریں۔ ابھی یہ پارٹی روانہ نہیں ہوئی تھی کہ قبائل عضل اور قارہ کے چند لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبائل میں بہت سے آدمی اسلام کی طرف مائل ہیں ، ہمارے ساتھ آپ چند آدمی روانہ کریں جو ہمیں اسلام کے بارے میں بتائیں تا کہ ہم مسلمان ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی خبر رساں پارٹی جو مکہ کی طرف بھیجنے کے لئے تیار کی گئی تھی، ان کے ساتھ روانہ کر دی لیکن جیسا کہ ثابت ہوا کہ یہ لوگ جھوٹے تھے اور بنو لحیان کے کہنے پر مدینہ آئے تھے جنہوں نے اپنے رئیس سفیان بن

خالد کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے یہ چال چلی تھی کہ اس بہانہ سے کچھ مسلمان مدینہ سے نکلیں تو ان پر حملہ کر دیا جائے اور بنو لحیان نے اس خدمت کے لئے معاوضے میں عضل اور قارہ کے لوگوں کے لئے بہت سے اونٹ انعام کے طور پر مقرر کئے تھے جب عضل اور قارہ کے یہ غدار لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے تو انہوں نے بنو لحیان کو خفیہ خفیہ اطلاع بھجوا دی کہ مسلمان ہمارے ساتھ آ رہے ہیں تم بدلہ لینے کے لئے آ جاؤ جس پر قبیلہ بنو لحیان کے دو سو نوجوان جن میں سے ایک سو تیر انداز تھے مسلمانوں کے تعاقب میں نکلے یعنی ان کے بلانے پر آ گئے اور مقام رجیع میں ان کا آمنے سامنے مقابلہ ہو گیا۔ انہوں نے یہ حکمت عملی کی کہ ایک قریبی ٹیلے پر چڑھ گئے تا کہ مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ کفار نے جن کے نزدیک دھوکہ دینا کوئی ایسی معیوب بات نہیں تھی ان کو آواز دی کہ تم پہاڑی پر سے نیچے اتر آؤ ہم تم سے بڑا پختہ عہد کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ عاصم نے جواب دیا کہ ہمیں تمہارے عہد و پیمان پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور پھر حضرت عاصم نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا کہ اے خدا تو ہماری حالت کو دیکھ رہا ہے اپنے رسولؐ کو ہماری اس حالت سے اطلاع پہنچا دے۔ بہرحال عاصم اور اس کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا اور بالآخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ سات صحابہ مارے گئے اور صرف خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق باقی رہ گئے ۔ کفار کی اصل خواہش یہ تھی کہ ان لوگوں کو زندہ پکڑ لیں۔انہوں نے آواز دی کہ اب بھی نیچے اتر آؤ اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں دیں گے۔ اس دفعہ ان لوگوں نے ان کے وعدے پر یقین کر لیا اور نیچے اتر آئے مگر نیچے اترتے ہی کفار نے اپنی تیر کمانوں کی تندیوں سے انہیں باندھ دیا۔ اس پر انہوں نے پکار کے کہا یہ تمہاری بدعہدی ہے اور نامعلوم اب آگے چل کے اور کیا کرو گے ۔ عبداللہ نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا جس پر کفار تھوڑی دیر تک تو عبداللہ کو گھسیٹتے ہوئے لے گئے اور پھر انہیں قتل کر کے وہیں پھینک دیا۔ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن طارق نے اپنے ہاتھ چھڑا لئے اور لڑائی کے لئے تیار ہو گئے اس پر انہوں نے پتھر مار مار کے اُنہیں شہید کر دیا۔خبیب اور زید کو ساتھ لے کر یہ لوگ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر انہیں قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا۔حضور انور نے فرمایا: بہرحال حضرت عبداللہ بن طارق رجیع کے واقعہ میں اس طرح شہید ہوئے تھے کہ انہوں نے کافروں کے ساتھ آگے جانے سے انکار کر دیا تھا اور وہیں لڑکر شہید ہو گئے۔

دوسرے صحابی جن کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عاقل بن بکیرؓ۔ حضرت عاقلؓ کا تعلق قبیلہ بنو سعد بن لیث سے تھا۔ حضرت عاقلؓ کا پہلا نام غافل تھا لیکن جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عاقل رکھ دیا۔ آپ کے والد بکیرؓ زمانہ جاہلیت میں حضرت عمرؓ کے جد امجد نفیل بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے اسی طرح بکیرؓ اور ان کے سارے بیٹے بنو نفیل کے حلیف تھے۔ حضرت عاقلؓ حضرت عامرؓ حضرت ایازؓ اور حضرت خالدؓ یہ چاروں بھائی بکیرؓ کے بیٹے تھے انہوں نے اکٹھے دارِارقم میں اسلام قبول کیا اور یہ سب دارِ ارقم میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے حضرت عاقلؓ حضرت خالدؓ حضرت عامرؓ اور حضرت ایاسؓ ہجرت کے لئے مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے اپنے تمام مرد و زن کو اکٹھا کر کے ہجرت کی ۔ یوں مکہ میں ان کے گھروں میں کوئی باقی نہیں رہا یہاں تک کہ ان کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ان سب لوگوں نے مدینہ میں حضرت رفاعہ بن عبدالمنذرؓ کے ہاں قیام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاقلؓ اور حضرت مبشر بن عبدالمنذرؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ آپ دونوں غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ حضرت عاقلؓ غزوہ بدر کے روز 34 سال کی عمر میں شہید ہوئے تھے۔ آپ کو مالک بن

ظہیر جوشمی نے شہید کیا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ایاسؓ اور ان کے بھائیوں حضرت عاقل حضرت خالد اور حضرت عامر کے علاوہ کوئی بھی چار ایسے بھائی معلوم نہیں جو غزوہ بدر میں اکٹھے شریک ہوئے ہوں۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابوبکیر کے لڑکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہماری بہن کا فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟انہیں حضرت بلالؓ پر تسلی نہیں تھی اس لئے واپس چلے گئے۔ دوسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بہن کا فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس بات پروہ پھر واپس چلے گئے۔ پھر وہ لوگ تیسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہماری بہن کا فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلال کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ آپؐ نے مزید فرمایا کہ ایسے شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو اہل جنت میں سے ہے؟ اس پر ان لوگوں نے حضرت بلال سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا۔

اگلے صحابی کا نام ہے حضرت زید بن حارثہ۔ آپ کے والد کا نام حارثہ بن شرحیل کے علاوہ حارثہ بن شرحبیل بھی بیان کیا جاتا ہے۔ آپ قبیلہ بنو قضاعۃ سے تعلق رکھتے تھے ۔ حضرت زید چھوٹی عمر کے تھے کہ ان کی والدہ انہیں لے کر مائیکے گئیں وہاں سے بنو قین کے سوار گزر رہے تھے۔ سفر کے دوران پڑاؤ ڈالا تو خیمے کے سامنے سے انہوں نے حضرت زید کو اٹھا لیا اور غلام بنا کر اوکاز کے بازار میں حکیم بن حزام کو چار سو درہم میں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کی خدمت میں حضرت زید کو پیش کیا اور بعد میں حضرت خدیجہ نے اپنے تمام غلاموں کے ساتھ حضرت زید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ حضرت زید کی گمشدگی پر آپ کے والد حارثہ کو بہت صدمہ ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد بنو کلب کے چند آدمی حج کرنے کے لئے مکہ آئے تو انہوں نے حضرت زید کو پہچان لیا۔ حضرت زید نے انہیں کہا کہ میرے خاندان کو میرے بارے میں بتانا کہ میں خانہ کعبہ کے قریب بنو معاد کے ایک معزز خاندان میں رہتا ہوں اس لئے آپ لوگ کچھ غم نہ کریں۔ بنو کلب کے لوگوں نے جا کر ان کے والد کو اطلاع دی تو وہ بولے کہ رب کعبہ کی قسم! کیا وہ میرا بیٹا ہی تھا لوگوں نے حلیہ اور تفصیل بتائی تو آپ کے والد حارثہ اور چچا کعب مکہ کی طرف چل پڑے۔ مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فدیہ کے بدلہ اپنے لڑکے حضرت زید کی آزادی کی درخواست کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلا کر اس کی رائے طلب کی تو حضرت زید نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اعلان فرمایا کہ میں تمام غلاموں کو آزاد کرتا ہوں تو اس پر اور تو سب غلام چلے گئے صرف زید بن حارثہ جو بعد میں آپ کے بیٹے مشہور ہو گئے تھے وہ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ نے تو مجھے آزاد کر دیا مگر میں آزاد نہیں ہونا چاہتا میں آپ کے پاس ہی رہوں گا۔ آپؐ نے اصرار کیا کہ وطن جاؤ اور اپنے رشتہ داروں سے ملو۔ اب تم آزاد ہو مگر حضرت زید نے عرض کیا کہ جو محبت اور اخلاص میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا ہے اس کی وجہ سے آپ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ زید ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتے تھے لیکن چھوٹی عمر میں ان کو ڈاکو اٹھا لائے تھے اور انہوں نے آپ کو آگے بیچ دیا تھا اس طرح یہ پھرتے پھراتے

حضرت خدیجہ کے پاس آ گئے۔ آپ کے باپ اور چچا آپ کی تلاش میں نکلے اور تلاش کرتے کرتے آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا ہم آپ کے پاس آپ کی شرافت اور سخاوت سن کر آئے ہیں آپ کے پاس ہمارا بیٹا غلام ہے۔ اس کی قیمت جو آپ مانگیں ہم دینے کے لئے تیار ہیں آپ اسے آزاد کر دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا بیٹا میرا غلام نہیں ہے میں اسے آزاد کر چکا ہوں۔ پھر آپ نے زید کو بلایا اور فرمایا تمہارے والد اور چچا تمہیں لینے آئے ہیں۔ میں تمہیں آزاد کر چکا ہوں تم میرے غلام نہیں ہو تم ان کے ساتھ جا سکتے ہو۔ حضرت زید نے جواب دیا آپ نے تو مجھے آزاد کر دیا ہے مگر میں تو آزاد ہونا نہیں چاہتا میں تو اپنے آپ کو آپ کا غلام ہی سمجھتا ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ تمہاری والدہ کو بہت تکلیف ہے اور دیکھو تمہارے ابا اور چچا کتنی دور سے اور کتنی تکلیف اٹھا کر تمہیں لینے آئے ہیں تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ زید کے والد اور چچا نے بھی بہت سمجھایا مگر حضرت زید نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ آپ بیشک میرے باپ اور چچا ہیں اور آپ کو مجھ سے محبت ہے مگر جو رشتہ میرا ان سے قائم ہو چکا ہے وہ اب ٹوٹ نہیں سکتا۔ ان سے جدا ہو کر میں زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ جب زید نے یہ باتیں کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ خدا میں تشریف لے گئے اور اعلان کیا کہ زید نے جس محبت کا ثبوت دیا ہے اس کی وجہ سے آج سے وہ میرا بیٹا ہے۔ اس پر زید کا باپ اور چچا دونوں خوش ہوئے اور خوش خوش واپس چلے گئے کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ وہ نہایت آرام اور سکھ کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اخلاق کا یہ ثبوت ہے کہ جب زید نے وفاداری کا مظاہرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر معمولی احسان مندی کا ثبوت دیا۔

اس واقعہ کے متعلق سیرت خاتم النبیین میں مزید یہ ذکر ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرا وارث ہو گا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔ اس دن سے حضرت زید، زید بن محمد کہلانے لگے لیکن ہجرت کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم اترا کہ منہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں ہے تو زید کو پھر زید بن حارثہ کہا جانے لگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک اور پیار اس وفادار خادم کے ساتھ وہی رہا جو پہلے دن تھا بلکہ دن بدن ترقی کرتا گیا اور زید کی وفات کے بعد زید کے لڑکے اسامہ بن زید سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ام ایمن کے بطن سے تھے آپ کا وہی سلوک اور وہی پیار تھا۔ زید کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ تمام صحابہ میں سے صرف انہی کا نام قرآن شریف میں صراحت کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔ حضرت جبلہ جو حضرت زید بڑے بھائی تھے، ان سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آپ دونوں میں سے کون بڑا ہے۔ تو انہوں نے کہا زید مجھ سے بڑے ہیں میں بس ان سے پہلے پیدا ہو گیا تھا۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ حضرت زید اسلام لانے میں سبقت لے جانے کی وجہ سے آپ سے افضل ہیں۔ حضرت براء بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا۔ انت اخونا ومولٰنا۔ تم ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ چار آدمی جن کو آپ سے بہت زیادہ تعلق کا موقع ملا تھا وہ تھے حضرت خدیجہ آپؐ کی بیوی، علی آپؐ کی چچازاد بھائی، زید آپؐ کی آزاد کردہ غلام اور ابو بکر آپؐ کی دوست اور ان سب کے ایمان کی دلیل اس وقت یہی تھی کہ آپ جھوٹ نہیں بول سکتے۔

سفر طائف میں بھی حضرت زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔ وہاں قبیلہ ثقیف کے لوگ آباد تھے۔ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دوبارہ مظالم شروع کئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن حارثہ کے ہمراہ طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ 10 نبوی کا ہے اور ماہ شوال کے کچھ دن ابھی باقی تھے آپ دس

دن تک طائف میں رہے اس دوران آپ طائف کے تمام رؤساء کے پاس گئے مگر کسی نے بھی آپؐ کی دعوت قبول نہیں کی۔ جب ان کو اندیشہ ہوا کہ ان کے نوجوان آپؐ کی دعوت قبول کر لیں گے تو انہوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور وہاں جا کر رہو جہاں آپ کی دعوت قبول کی گئی ہے پھر انہوں نے آوارہ لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکایا تو وہ آپ کو پتھر مارنے لگے یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدموں سے خون بہنے لگا۔ حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینکے جانے والے پتھروں کو اپنے اوپر لینے کی کوشش کرتے تھے حتی کہ حضرت زید کے سر پر بھی متعدد زخم آئے۔ حضور انور نے فرمایا اس کی تفصیل ابھی باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبہ میں بیان ہو گی۔

* * *

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
میں اسلئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے دوسرے دن جماعتِ احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہوکر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اسلئے خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے۔ یہ موقعہ ایسا نہیں کہ جماعتِ احمدیہ اسے رائگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہیکہ موعود خلیفے روز روز نہیں آتے۔
(خطباتِ شوریٰ جلد دوئم صفحہ 18)

رمضان المبارک
روحانی اور جسمانی برکات

ناصر الدین حامد صاحب مربی سلسلہ شعبہ وقف نو بھارت قادیان

اسلام کی لاکھوں خوبیوں میں سے ایک ایسی خوبی ہے کہ اپنے مسلمان معتقدین کے ایمان کو قوی اور صیقل کرنے کے لئے سال میں ایک ایسا مہینہ مہیا کرتا ہے جو کہ سخت سے سخت طبع انسان کو بھی ایسا سنہری موقعہ فراہم کرتا ہے کہ گویا صمٌّ بکمٌ عمیٌ کی مہر دلوں پر نہ ہو تو اکثر بنجر دلوں کو بھی سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ آج کا ہمارا موضوع رمضان المبارک ہے۔ رمضان کی آمد ہے اور بہت موزوں ہے کہ اس تعلق سے چند امور کی طرف توجہ مبذول کی جائے اور بعض ایسے امور کو لیا جائے جو کہ عام فہم ہیں لیکن کبھی انکی طرف غور نہیں کیا جاتا۔ مثلاً رمضان کے معنی کیا ہیں اور خدا تعالیٰ کو انسان کے بھوکہ پیاسہ رہنے کی ایسی کونسی ضرورت آن پڑی یا کیا بھوک پیاس خدا کا قرب دلانے اور گناہ سابقہ کا کفارہ کے لئے کیسے ممکن ہو گی۔
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے

بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے۔بیشک روزہ کا اجر ،اجرِ عظیم ہے مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں۔روزہ کے بارہ میں خدا فرماتا ہے اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو تمہارے لئے اس میں بڑی خیر ہے۔"(فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ نیا ایڈیشن صفحہ نمبر ۱۴۲)

رمضان از روئے قرآن

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ(سورۃ البقرۃ :۱۸۴)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ صیام یعنی روزے کی پہلی اور صرف ایک ہی شرط ہے۔اب غور کرنے والی بات یہ ہے کہ تقویٰ کیا ہے اور کیوں اس کے حصول کے لئے ایک پورا مہینہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا۔جب ہم تقویٰ کے اصل معنی سمجھ لیں گے تو ہی صیام کی اصل عرض و غایت کا ہمیں علم ہوگا اور روزوں کا حق ادا کرنے والے ہوں گے وگرنہ محض بھوکا پیاسا رہنا انسان کو خدا کا مقرّب نہیں بنا سکتا بلکہ ریا کاری انسان کو قعر مذلت میں گراکر واصل جہنم کر سکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ-الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ-الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ-ترجمہ :پس اُن نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں اوروہ لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

کیوں اگر حصول تقویٰ نہیں تو محض بھوک پیاس سے جسمانی فائدہ تو ہو سکتا ہے لیکن روحانی ترقی ممکن نہیں۔

رمضان کا مہینہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے حصول کے لئے بعض جائز باتوں سے بھی منع فرماتا ہے اور اس سے تزکیہ نفس یعنی انسان کے دل کی پاکیزگی کی حالت میسّر آتی ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

پس رمضان کے مہینہ میں کھانے میں زیادتی رمضان کا حق ادا نہیں کرتی بلکہ رفتہ رفتہ کھانے میں کمی رمضان کا حق ادا کرتی ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شروع میں تو بھوک نہیں لگتی اس وقت میں اسلئے نسبتاً کم کھاتے ہیں اور جوں جوں رمضان آگے بڑھتا جاتا ہے وہ زیادہ کھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ آخری دنوں میں تو رمضان ان کو پتلا کرنے کی بجائے موٹا کر جاتا ہے۔ یہ جسم کی فربہی دراصل نفس کی فربہی بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے عام طور پر بھولے پن میں ، لاعلمی میں لوگ ایسا کرتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تزکیۂ نفس ہوتا ہے جو کم کھانے سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس جتنا آپ کم کھانے کی طرف متوجہ ہونگے اتنا ہی رمضان آپ کے لئے فائدہ بخش ہوگا۔اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں یعنی خدا تعالیٰ کو انسان مختلف صورتوں اور صفات میں دکھائی دینے لگتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ۲۶؍ جنوری ۱۹۹۶ء)

اب خاکسار رمضان المبارک کی برکات اور اس کے بلند مقام و مرتبہ کے متعلق رسول کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی چند احادیث پیش کرتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصِّیَامُ وَالْقُرْآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِی فِیهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِی فِیهِ قَالَ فَیُشَفَّعَانِ

(مسند احمد الرسالة ۔ مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزے اور قرآن قیامت کے

دن بندے کی سفارش کریں گے۔روزے کہیں گے کہ اے میرے رب!میں نے بندے کو دن کے وقت کھانے پینے اور خواہشات سے روکا۔پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو نیند سے روکے رکھا۔پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں یعنی روزے اور قرآن کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔آپ ﷺ فرماتے تھے:صرف دو شخص قابلِ رشک ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی نعمت عطا فرمائی ہو اور وہ رات کی گھڑیوں میں اُٹھ کر اس کو پڑھتا ہے اور دوسرے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہو اور وہ رات دن اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔(بخاری کتاب فضائل القرآن)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله عليه وآله وسلم: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.(متفق عليه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله عليه وآله وسلم: إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَفِي رِوَايَةٍ: فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ.(متفق عليه)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ) جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله عليه وآله وسلم: قَالَ اللهُ عزوجل: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَ لَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَ إِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.(متفق عليه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بنی آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے سوائے روزہ کے۔ روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں۔ اور روزہ ڈھال ہے اور جس روز تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو نہ فحش کلامی کرے اور نہ جھگڑے اور اگر اسے (روزہ دار کو) کوئی گالی دے یا لڑے تو یہ کہہ دے: میں روزہ سے ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کو مشک سے زیادہ پیاری ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، جن سے اسے فرحت ہوتی ہے: ایک (فرحتِ افطار) جب وہ روزہ افطار کرتا ہے، اور دوسری (فرحتِ دیدار کہ) جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کے باعث خوش ہوگا۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله عليه وآله وسلم قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ.متفق عليه

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریّان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن روزہ دار اس میں سے داخل ہوں گے اور اُن کے سوا اس دروازہ سے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا: کہاں ہیں روزہ دار؟ پس وہ کھڑے ہوں گے، ان کے علاوہ اس میں سے کوئی اور داخل نہیں ہو سکے گا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا، پھر کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو سکے گا۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ. قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ. قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ.

(سنن نسائی ، کتاب: الصیام، باب: في فضل الصائم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی (ایسا) عمل بتائیں (جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزہ رکھو، اس کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔ میں نے (پھر) عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی (اور) عمل (بھی) بتائیں. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزہ رکھو اس کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:۔

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اوراس کا اثر ہے جو تجربے سے معلوم ہوتاہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتاہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔

(الحکم ۲۴؍جنوری۱۹۰۶ صفحہ نمبر ۶)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

غرض رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے اور جس شخص کے دل میں اسلام اور ایمان کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان گزر جائیں ، کتنے ہی سال ہمیں اور ان کو آپس میں جدا کرتے چلے جائیں ، کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اور ان میں حائل ہوتا چلا جائے۔ لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتاہے تو یوں معلوم ہوتاہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیاہے اور ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خداتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لئے یوں معلوم ہوتاہے کہ اس تمام فاصلہ کو رمضان نے سمیٹ سمٹا کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔ اور وہ بُعد جو ایک انسان کو خدا تعالیٰ سے ہوتاہے، وہ بُعد جو ایک مخلوق کو اپنے خالق سے ہوتاہے ،وہ بُعد جو ایک کمزور اور نالائق ہستی کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا سے ہوتاہے وہ یوں سمٹ جاتاہے، وہ یوں غائب ہو جاتاہے جیسے سورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا ۔ یہی وہ حالت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۔ جب رمضان کا مہینہ آئے اور میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں کہ مَیں انہیں کس طرح مل سکتاہوں تو تُو انہیں کہہ دے کہ رمضان اور خدا میں کوئی فرق نہیں۔یہی وہ مہینہ ہے جس میں خدا اپنے بندوں کے لئے ظاہر ہوا اور اس نے چاہا کہ پھر اپنے بندوں کو اپنے پاس کھینچ کر لے آئے۔ اس کلام کے ذریعہ جو حبل اللہ ہے، جو خدا کا وہ رسّہ ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا مخلوق کے ہاتھ میں ۔ اب یہ بندوں کا کام ہے کہ وہ اس رسّہ پر چڑھ کر خدا تک پہنچ جائیں۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ سورۃ البقرہ زیر آیت۱۸۶)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:
پس رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتاہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں دعا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (قَرِیْبٌ) کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ مل سکے تو اور کب مل سکے گا۔ جب بندہ اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیتاہے اور اپنے عمل سے ثابت کر دیتاہے کہ اب وہ خدا تعالیٰ کا در چھوڑ کر اور کہیں نہیں جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں اور اِنِّیْ قَرِیْبٌ کی آواز خود اس کے کانوں میں آنے لگتی ہے جس کے معنے سوائے اِس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہروقت اُس کے ساتھ رہتاہے۔ اور جب کوئی بندہ اس مقام تک پہنچ جائے تواسے سمجھ لینا چاہئے کہ اُس نے خدا کو پا لیا۔
(تفسیر کبیر حضرت مصلح موعودؓ تفسیر سورۃ البقرہ زیر آیت۱۸۶)

روزہ کے بے شمار جسمانی فوائد

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(البقرہ ۱۸۵)

ترجمہ:اور تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے۔

اسلام کی خوبی یہ ہے کہ اس کے مجاہدات اور عمل صرف روحانی نشوونماء کے لئے محدود نہیں بلکہ ہر چیز اپنے اندر بہترین رنگ میں جسمانی فوائد بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ نمبر۱:ماہرین صحت کے مطابق روزہ کالیسٹرول، بلڈ پریشر، موٹاپے اور معدہ و جگر کے کئی امراض پر قابو پانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر۲:روزہ نظام ہضم کو ایک ماہ کے لیے آرام مہیا کرتا ہے۔ اس کا حیران کن اثر جگر پر ہوتا ہے کیونکہ جگر کھانا ہضم کرنے کے علاوہ مزید کئی افعال بھی سر انجام دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کی کارکردگی سست ہوجاتی ہے۔

فائدہ نمبر۳:روزہ کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے جس سے دل کو آرام ملتا ہے۔ دل حالت نیند اور بے ہوشی میں بھی اپنا کام سر انجام دیتا ہے اور مسلسل جسم کو خون فراہم کرتا ہے۔

فائدہ نمبر۴:خلیوں(cells) کے درمیان مائع(ایک قسم کا liquid جو ہڈیوں وغیرہ کے درمیان ہوتا ہے) کی مقدار میں کمی کی وجہ سے خلیوں کی ٹوٹ پھوٹ کا عمل بھی سست ہو جاتا ہے۔روزے کے دوران جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں جسمانی طور پر کمزور افراد روزے رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون پیدا کرسکتے ہیں۔

فائدہ نمبر۵:رمضان کا مہینہ ان کے لیے ایک نادر موقع ہے جو اپنا وزن کم کرنا چاہتے ہیں تاہم اس میں ناکام رہتے ہیں۔ رمضان میں کیلوریز کی مقدار میں کثرت سے کمی واقع ہوتی ہے اور یوں وزن کم ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر۶:دن کا طویل حصہ روزے میں گزارنے کے بعد انسانی جسم میں موجود زہریلا مواد اور دیگر فاسد مادے ختم ہوجاتے ہیں یوں جسم کو فاسد مادوں سے نجات ملتی ہے۔

فائدہ نمبر۷:روزے کی حالت میں انسانی جسم میں موجود ایسے ہارمونز حرکت میں آجاتے ہیں جو بڑھاپے کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔ روزے سے انسانی جلد مضبوط ہوتی ہے اور اس پر موجود جھریوں میں کمی آتی ہے۔

فائدہ نمبر۸:ماہرین کے مطابق روزہ دل و دماغ اور اعصاب کو سکون فراہم کرتا ہے۔

فائدہ نمبر۹:روزہ ظاہری خوبصورتی میں بھی اضافہ کرتا ہے۔ روزے کے دوران ناخن اور سر کے بالوں کی نشونما اور ان کی مضبوطی میں اضافہ ہوتا ہے۔ روزے کی حالت میں جسم ان ہارمونز کو پھیلاتا ہے جو جلد کی خوبصورتی، ناخنوں کی چمک اور بالوں کی مضبوطی کا سبب بنتے ہیں۔

فائدہ نمبر۱۰:روزہ ہمیں خود پر قابو پانا اور خواہشات کو روکنا سکھاتا ہے۔ ایک ماہ تک مسلسل روزے رکھنے کے باعث ہم عام زندگی میں مختلف بری عادتوں جیسے سگریٹ نوشی، شراب نوشی،مشت زنی اور بد زبانی سے بھی چھٹکارہ پاسکتے ہیں۔

افطار کے وقت کیا چیزیں استعمال کریں اور کن چیزوں سے پرہیز کریں یاد رہے کہ افطار کے وقت سب سے مناسب حضرت اقدس محمد رسول اللہ ؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے افطار کرنا ہے۔پیارے آقا ؐ پانی اور کھجور کے ساتھ افطار فرمایا کرتے تھے۔(متفق علیہ)اور یہ بات میڈیکل سائنس سے ثابت ہے کہ کئی گھنٹے بھوکہ پیاسہ رہنے کے بعد پانی اور کھجور سے ہاضمہ، دل ،گردے اور باقی تمام اعضاء کو تقویت ملتی ہے اور کئی قسم کی بیماریوں سے انسان بچتا ہے۔ تلی ہوئی اشیاء استعمال کرنا انتہائی مضر ہے نیز روزہ کھولتے وقت پیٹ بھر کھانا بھی صحت کے لئے مضر ہے۔روزہ افطار کرتے وقت زیادہ سے زیادہ پانی پینا چاہئے اور پانی کے ساتھ نیمبو کا استعمال بہت بہتر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (البقرہ:255)

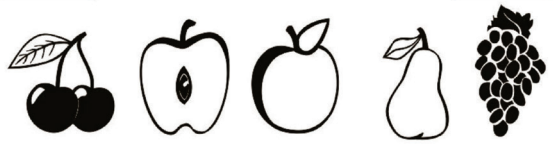

AHMAD FRUIT AGENCY

Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)

Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits

Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

مسائل عید الفطر

مرید احمد ڈار مربی سلسلہ ایم ٹی اے قادیان

عید عربی لفظ عود سے نکلا ہے اس کے لفظی معانی بار بار لوٹ کر آنے والی(خوشی)کے ہیں ۔ اسلام میں اس لفظ کو یوم الفطر اور یوم الاضحی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔عید دراصل انسان کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں کی جانے والی نفسی اور مالی قربانیوں کے بعد خوشی کے اظہار کا نام ہے ۔

مسلسل ایک ماہ کی روحانی جدوجہد اور سعی کے بعد مومنین گویا اس حکم ربانی کو پورا کرنے کے بعد یکم شوال کو اس ماہ مبارک کی برکات کے حصول کے بعد عید الفطر مناتے ہیں۔

عید الفطر مسلمانوں کے لئے ایک بابرکت تقریب ہوتی ہے جہاں ایک طرف مسلمان کی ثقافت اور دینی عظمت کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالی کے افضال کا نزول ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: " جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبرائیل ملائکہ کی ایک جماعت سمیت اترتے ہیں اور ان تمام لوگوں پر سلام ودرود بھیجتے ہیں جو ذکر الٰہی کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر جب ان کا عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کے ذریعہ سے ملائکہ پر فخر کرتا ہے اور ان سے فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو!اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے اپنا کام پوری طرح سرانجام دے دیا ہے؟ فرشتے عرض کریں گے کہ ایسے شخص کو اسکی پوری مزدوری ملنی چاہئے۔ پھر اللہ فرمائے گا کہ اے میرے فرشتو!

یہ میرے بندے اور بندیاں اس فرض کو ادا کرنے کے بعد جو میں نے ان پر مقرر کیا تھا اب عاجزانہ طور پر دعا کے لئے نکلے ہیں۔ مجھے اپنی عزّت، اپنے جلال اپنی سخاوت، اپنی بلند شان اور بلند مرتبہ کی قسم ہے کہ میں آج ان کی دعاؤں کو ضرور قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے کہتا ہے کہ تم اس حال میں واپس جاؤ کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے اور بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ خدا کی مغفرت حاصل کر کے گھروں کو لوٹتے ہیں۔" (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصوم باب لیلۃ القدر)

سنت رسول ﷺ اور احادیث مبارکہ سے مسائل عید کا بیان

*۔عید کے روز صبح سویرے اٹھنا، غسل کرنا، حسب توفیق عمدہ لباس پہننا، آرائش کرنا، مسواک کرنا، عید گاہ میں جلد جانا، نماز شہر سے باہر پڑھنا وغیرہ مسنون امور ہیں۔

*۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس تشریف لایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ کتاب المناسک باب صلوٰۃ العیدین)

عید کے روز تکبیرات پڑھی جاتی ہیں: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

*۔حضرت ام عطیہؓ سے مروی ہے کہ :" رسول کریم ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم پردہ نشین عورتوں کو بھی عید گاہ میں لے جائیں مگر حائضہ عورتیں نماز پڑھنے والیوں سے الگ ایک طرف بیٹھ کر شریک دعا ہوں۔ ایک عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر کسی کے پاس اوڑھنے کا کپڑا نہ ہو تو پھر؟ آپؐ نے فرمایا کہ اسے دوسری عورت اپنی چادر میں شریک کرلے" (جامع ترمزی ابواب العیدین باب فی خروج النساء فی العیدین)

یہ امر مسنون ہے کہ عید الفطر میں جانے سے قبل کچھ نہ کچھ کھا لیا جائے۔ چنانچہ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ عید الفطر میں تو کھائے بغیر نہ جاتے۔ (جامع ترمزی ابواب العیدین باب فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج)

*۔نماز عید کا طریق دو رکعت نماز اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ امام تکبیر تحریمہ کہے تو اس کے بعد ہاتھ باندھ کر ثناء پڑھے۔ پہلی رکعت میں قرأت سے قبل سات تکبیریں کہے۔ ہر ایک تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے جائیں جیسے نماز کے شروع کرتے وقت اٹھائے جاتے ہیں مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ اوّل تکبیر میں تو ہاتھ باندھ لئے جاتے ہیں اور ثناء پڑھی جاتی ہے جبکہ باقی تکبیروں میں ہاتھ اٹھانے کے بعد کھلے چھوڑے جاتے ہیں اور ساتوں تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر تعوذ، قرأت یعنی فاتحہ اور کوئی سورۃ بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ دوسری رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیریں اسی طرح کہی جائیں جس طرح پہلی رکعت میں کہی تھیں اور پھر دوسری رکعت پوری کرکے التحیات بیٹھ کر تشہد، درود شریف اور دعا وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرا جائے۔ اس طرح دو رکعت نماز عید پوری ہو جاتی ہے۔

نماز عید کے بعد امام خطبہ پڑھتا ہے جس میں وعظ و نصیحت کی جاتی ہے۔ یہ خطبہ بھی جمعہ کے خطبہ کی طرح ہوتا ہے۔ یعنی خطبہ کے آخر میں ایک دفعہ بیٹھ کر پھر خطبہ ثانیہ پڑھا جاتا ہے اور خطبہ عید کے بعد اجتماعی دعا کی جاتی ہے۔

*۔۔۔نماز عید میں نہ تکبیر ہوتی ہے نہ اذان۔ نماز عید کا وقت سورج کے نیزہ بھر آسمان پر جانے کا ہے۔ موسم کے حالات کے لحاظ سے عید کا وقت لوگوں کی سہولت کو مدنظر رکھ کر مقرر کرنا چاہئے۔ عام طور پر عید الفطر نسبتاً تاخیر سے اور عید الاضحی جلدی پڑھی جائے یہی سنت ہے۔

*۔آنحضرتؐ کیسے عید مناتے تھے

عید کے اس بابرکت تہوار کے لئے بھی آنحضرت ﷺ نے آداب سکھائے اور ہدایات دیں۔ عید کے دن آنحضرت ﷺ خاص صفائی کا اہتمام فرماتے۔ غسل فرماتے، مسواک اور خوشبو کا

استعمال کرتے اور صاف ستھرا لباس زیب تن فرماتے ۔ اگر میسر ہو تو نئے کپڑے پہنتے۔ مسلمانوں کے اس قومی و مذہبی تہوار میں شمولیت کے لئے آنحضرتؐ خاص تحریک فرماتے تھے۔

*۔۔۔آنحضرت ﷺ عیدالفطر کے روز صبح کچھ طاق عدد میں کھجوریں تناول فرما کر عید پر جاتے تھے۔ البتہ عیدالاضحی کے دن آپ قربانی کے گوشت سے کھانا شروع کرتے تھے۔ آپؐ کا معمول تھا کہ ایک راستے سے عیدگاہ تشریف لاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لے جاتے تاکہ مسلمانوں کے تہوار کی عظمت لوگوں پر ظاہر ہو اور باہم ملاقات اور خوشی کے زیادہ مواقع میسر آئیں۔ اور دونوں راستوں پر آباد لوگ آپؐ کی برکت حاصل کر سکیں۔

*۔۔۔عید کے دن کھیل او ر ورزشی مقابلے بھی ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ عید کے موقع پر اہل حبشہ ڈھال اور برچھی سے اپنے کھیل اور مہارت کے فن دکھاتے۔ شاید میں نے آنحضرتؐ سے کہا یا آپؐ نے خود فرمایا کہ کیا ان کے کھیل کرتب دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا ہاں! تب آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اس طرح کہ میرا رخسار آپ کے رخسار کے ساتھ تھا۔ آپؐ کھیلنے والوں کا خوب حوصلہ بڑھاتے رہے۔ پھر میں خود ہی تھک گئی تو آپؐ نے مجھے فرمایا بس کافی ہے؟ میں نے کہا: ہاں ۔ آپؐ نے فرمایا اچھا تو جاؤ۔

*۔۔۔حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن انصار کی دو لڑکیاں میرے پاس بیٹھی جنگ بعاث کے نغمے سنا رہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو آپ بستر پر آ کر دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گئے ۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے تو ان لڑکیوں کو گاتے دیکھ کر مجھے ڈانٹا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطانی گانا؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا :اے ابو بکرؓ ہر قوم کی عید کا ایک دن ہوتا ہے اور یہ ہماری عید کا دن ہے۔

*۔۔۔اچھے کھانے ، خوبصورت کپڑے اور کھیل کود تو ظاہری خوشی کے اظہار کے طریقے ہیں ۔ ایک مسلمان کی حقیقی خوشی اور سچی عید تو یہ ہے کہ اس کا خدا اس سے راضی ہو جائے۔ اس لئے تیس دن کے روزے رکھنے کے بعد عید کے روز مسلمان خدا تعالیٰ کے شکرانہ کے طور پر دو رکعت نماز عید بھی ادا کرتے ہیں۔ عید کی دو رکعت نماز کسی بھی کھلے میدان یا عیدگاہ میں زوالِ شمس سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ حسب ضرورت عید کی نماز جامع مسجد میں پڑھی جا سکتی ہے ۔ عید کی نماز باجماعت ہی پڑھی جا سکتی ہے اکیلے جائز نہیں۔

*۔۔۔احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ عیدین کے موقع پر عیدگاہ تشریف لے جاتے اور سب سے پہلا کام یہ کرتے کہ نماز شروع فرماتے ۔ نماز سے فراغت کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔ حضورؐ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے ، ضروری احکام کا اعلان فرماتے اور پھر اس سے فارغ ہو کر گھر واپس جاتے۔

*۔۔۔عید کے خطبہ میں عورتوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور ان تک آواز پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو امام علیحدہ طور پر بھی عورتوں کو خطاب کر سکتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ایک عید کا خطبہ دیا اس کے بعد آپ عورتوں کی صفوں کے پاس تشریف لائے۔ حضرت بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ان کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ خاوندوں کی اطاعت کی اور زبان درازی سے بچنے کی تلقین فرمائی اور صدقہ دینے کی تحریک کی۔ حضورؐ کی اس تحریک پر عورتیں ہاتھوں، کانوں اور گلے کے زیور اتار اتار کر حضرت بلالؓ کی چادر میں ڈالنے لگیں۔ اس کے بعد رسول اللہؐ واپس تشریف لائے۔

*۔۔۔آنحضرت ﷺ جب نماز مکمل کر لیتے تو فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے ،لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپؐ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے۔ عیدگاہ میں

کوئی منبر نہ تھا جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں ،نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جا سکتا تھا بلکہ آپ ؐ زمین پر کھڑے ہو کر تقریر کرتے۔

*۔۔۔حضرت جابرؓ بتاتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ عید کے دن نماز میں حاضر ہوا تو آپ ؐ نے خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھائی۔ اس سے فارغ ہو کر حضرت بلالؓ کے کندھے کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اللہ سے ڈرنے کا حکم فرمایا۔ اس کی اطاعت کی رغبت دلائی اور نصیحت کی اور پھر انعامات خداوندی وغیرہ یاد دلائے۔ پھر آپؐ خواتین کی طرف تشریف لے گئے اورانہیں نصیحت کی۔

*۔۔۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں عید اور جمعہ ایک ہی دن اکٹھے آ گئے۔ آپ ؐ نے نماز عید پڑھائی اور پھر فرمایا عید کی نماز جمعہ کا بدل ہے اس لئے اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لئے نہ آنا چاہے تو اسے اجازت ہے۔ البتہ ہم انشاء اللہ وقت پر جمعہ پڑھیں گے۔(سنن ابن ماجہ الجزء الاول کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا۔ باب ما جاء فیما اذا اجتمع العیدان فی یوم)

اگر عید کی نماز پہلے دن زوال سے پہلے نہ پڑھی جا سکے تو عیدالفطر دوسرے دن اور عیدالاضحیہ تیسرے دن زوال سے پہلے پڑھی جا سکتی ہے۔

نفلی روزے۔ شوال کے چھ روزے

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے چھ روزے رکھے اس کا اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں۔

(مسلم کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال)

نفل وہ زائد عبادت ہے جو بندہ خوشی سے اپنے مولا کو راضی کرنے کے لئے بجا لاتا ہے ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ بندہ کی نفلی عبادت سے بہت خوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ برابر میرا قرب حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔(بخاری)

نفلی روزوں کا بھی بہت ثواب ہے جو مختلف مواقع پر آنحضرتؐ نے نفلی روزوں کی تحریک کرتے ہوئے بیان فرمایا۔ چنانچہ حدیث مذکورہ بالا میں رمضان کے تیس روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کا ارشاد فرمایا اوراس کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر بتایا۔ حساب کی زبان میں اس میں یہ سرّ ہے کہ ایک نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ دس گنا عطا فرماتا ہے اور 36 روزوں کا ثواب 360 دنوں کے برابر بنتا ہے جو قریباً ایک سال کا عرصہ ہے ۔لیکن اصل حکمت رمضان کے فرض روزوں کے ساتھ شوال کے نفلی روزوں میں نیکی کا تسلسل ہے اوراس امر کی تربیت ہے کہ رمضان کا مجاہدہ اوراس کی عبادات صرف ایک مہینہ تک محدود نہ رہیں بلکہ سارے سال پر پھیل جائیں اور رمضان کے علاوہ باقی ایام میں بھی ان نیکیوں کی عادت رہے۔ اور ظاہر ہے جسے رمضان کے بابرکت مہینہ کا یہ نتیجہ حاصل ہو جائے اس کا سارا سال کیا سارازمانہ اور ساری عمر رمضان ہے جس میں وہ رمضان کی برکتیں حاصل کرتا چلا جائے گا۔

ماہ رمضان کے اس تسلسل کو دوران سال جاری رکھنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ میں تین روزے رکھتا ہے وہ صوم الدھر یعنی سال بھر کے روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

*۔۔۔حضرت ابوہریرہؓ کو آنحضرت ﷺ نے جو تین وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ ہر مہینہ میں تین نفلی روزے رکھنا۔ (ترمذی)

*۔۔۔حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ؐ نے مجھے فرمایا اے ابوذر! جب تم مہینہ میں سے تین دن کے روزے رکھنا چاہو تو ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخوں کے روزے رکھنا (ترمذی) لیکن ان تاریخوں کے علاوہ بھی آنحضرت ؐ سے ہر مہینہ کے نفلی روزے رکھنے حضرت عائشہؓ کی روایت سے ثابت ہیں۔ (ترمذی)

*۔۔۔ نفلی روزہ کے لئے رات کو نیت کرنا ضروری نہیں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ؐ میرے پاس تشریف لا کر پوچھتے کہ ناشتہ کے لئے کوئی چیز ہے ؟ میں کہتی کہ نہیں ہے تو

آپؐ فرماتے اچھا میں روزہ رکھ لیتاہوں ۔(ترمذی)

*۔۔۔ نفلی روزہ کھولنے کے لئے وہ کفارہ نہیں جو فرض روزے کا ہے ۔ آنحضرت ﷺ ام ھانیؓ کے پاس تشریف لائے اور پانی منگوایا۔ حضورؐ نے پانی پی کر برتن ان کو واپس کیا تو انہوں نے حضورؐ کا بچاہوا پانی پی لیا۔ پھر عرض کی کہ حضورؐ مجھے تو روزہ تھا ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ قضا کا روزہ تو نہیں تھا۔ امّ ھانیؓ نے کہا نہیں۔ فرمایا پھر کوئی حرج نہیں ۔ نیز فرمایا نفلی روزے والا اپنے نفس کا خود امین ہوتاہے چاہے تو روزہ پورا کرے چاہے افطار کرے ۔ (ترمذی)

فطرانہ کب ادا کیاجائے؟

صدقۃ الفطر رمضان کے داخل ہونے سے ہی واجب ہوجاتا ہے تاہم اس کی ادائیگی عید کی نماز سے قبل یکم شوال تک ضروری ہے۔ بہتر یہی سمجھا جاتا ہے کہ غرباء کو عید کی تیاری کے لئے پہلے فطرانہ دے دیا جائے تا کہ وہ عید کی خوشیوں میں برابر کے شریک ہو سکیں۔حضرت ابن عمرؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ عید سے ایک یا دو دن قبل فطرانہ ادا فرماتے تھے۔

فطرانہ کی شرح کیا ہے؟

فطرانہ کے طور پر ہر فرد پر ایک صاع کھجور یاان کے برابر قیمت ادا کرنی مقرر ہے۔ صاع عربوں میں ماپ کا ایک پیمانہ ہے جس میں د و (۲) رِطل ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک صاع میں کل آٹھ پاؤنڈ ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا جَو ہر آزا د و غلام ، ہر مرد و عورت اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان پر فرض فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ لوگوں کے عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے یہ ادا کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جَو ، کھجور، منقہ وغیرہ کا ایک صاع صدقۃ الفطر میں ہر کس کی طرف سے دیا جاتا تھا۔

* * *

NUSRAT
MOTORS RE-WINDING
Cell : 9902222345
9448333381
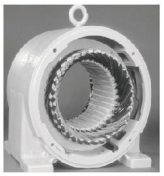

Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding,
Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.
HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

Love For All Hatred For None
Sk.Zahed Ahmad
Proprietor
M/S
M.F. ALUMINIUM
Deals in :
All types of Aluminium, Sliding, Window, Door, Partitions, Structural Glazing and Aluminium Composite Panel
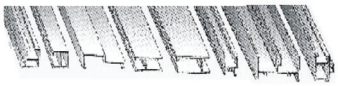
Chhapullia, By-Pass, Bhadrak, Orissa, Pin - 756100, INDIA
Mob 09437408829, (R) 06784-251927

Asifbhai Mansoori
9998926311
Sabbirbhai
9925900467
LOVE FOR ALL
HATRED FOR NONE

Your's
CAR SEAT COVER

Mfg. All Type of Car Seat Cover
E-1 Gulshan Nagar, Near Indira Nagar
Ishanpur, Ahmadabad, Gujrat 384043

رمضان المبارک
حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حوالہ سے

محمد کلیم خان مبلغ انچارج حیدرآباد انڈیا

اسلام اپنے دعوی اور دلیل کے لحاظ سے سب سے کامل اور مکمل مذہب ہے ۔بنی نوع انسان کو اس کے خالق اور مالک سے ملانے کے لئے رہنما اصول و ضوابط پیش کرتا ہے ۔ساتھ ہی بنی نوع انسان کی آپسی باتوں میں اور ایک دوسرے کے حقوق کے بارہ میں بھی رہنما اصول بیان کرتا ہے ۔اور ایک جنت نظیر معاشرہ بنانے کی طرف ہدایت کرتا ہے ۔مذہب اسلام کے پانچ ارکان ہیں ۔کلمہ ۔نماز ۔روزہ ۔حج اور زکوۃ ۔کلمہ کا تعلق ایمانیات سے ہے اور باقی چاروں کا تعلق عبادت سے ہے ۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ ۔;یہ بات اسلام کی سب عبادتوں میں ہے کہ دوسروں کی حالت کا پتہ لگتا رہے؛

(الفضل 7فروری 1930 از رسالہ تعلیم الدین صفحہ 27 بابت اکتوبر 1937)

اسلامی عبادتوں میں اپنے معبود حقیقی کو یاد کرنے کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کے حقوق کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ نماز کی عبادت پر غور کرکے دیکھ لیں تو ایاك نعبد وایاك نستعین میں دونوں حقوق کا واضح طور پر ذکر موجود ہے۔بلکہ اس کا تکرار بھی اس کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے کہ نماز کی عبادت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی دونوں شامل ہیں ۔

پھر زکوۃ کی عبادت ہے اس بارہ میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

«ان اللہ افترض علیھم صدقہ فی اموالھم توخز من اغنیاءھم تردعلی فقراءھم (بخاری کتاب الزکوۃ باب وجوب الزکوۃ)

اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائیگی اور ان کے غرباء کی طرف لوٹا دی جائے گی (احمدیت یعنی حقیقی اسلام انوارالعلوم جلد 8صفہ 306)

پھر حج بھی عبادت ہے ۔مگر اس میں لازمی شرط یہ رکھی گئی ہے کہ وہ حج کا ارادہ کرنے والاہر طرح سے فارغ البال ہو۔یعنی اس کے ذمہ جو دوسرے کے حقوق ہیں وہ سب ادا ہو چکے ہوں ۔بصورت دیگر حج اس پر فرض نہیں ہے ۔پھر روزہ کا جہاں تک تعلق ہے وہ بھی اپنے اندر حقوق اللہ اور حقوق العباد کا لطیف امتزاج رکھتا ہے چنانچہ روزہ کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

روزہ کی حکمتیں قرآن کریم نے یہ بتائی ہیں۔ لتکبروا اللہ علی ماھدکم ولعلکم تشکرون تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار کرواس وجہ سے کہ اس نے تم کو سچا راستہ دکھایا اور تاکہ تم میں شکر کرنے کا مادہ پیدا ہو یعنی ایک فائدہ تو یہ مد نظر ہے کہ تم ان دنوں میں بوجہ سارا دن کھانے پینے کے شغلوں سے فارغ رہنے کے اور مادیت کی طرف سے توجہ کے ہٹ جانے کے اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کروگے ۔دوسرا یہ فائدہ مد نظر ہے کہ اس طرح بھوک کی تکلیف محسوس کرکے تمہارے دل میں شکر گزاری کا مادہ پیدا ہوگا ۔کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ جب تک اس کے پاس کوئی نعمت ہوتی ہے اس کی اسے قدر نہیں ہوتی ۔جب چھن جائے تو اس کی قدر محسوس ہوتی ہے ۔بہت سے آنکھوں والے آدمیوں کے کبھی ساری عمر ذہن میں نہیں آتا کہ آنکھیں بھی کوئی بڑی نعمت ہیں ۔لیکن جب کسی کی آنکھیں جاتی رہتی ہیں تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھیں تعالیٰ کی کیسی نعمت ہیں ۔اسی طرح روزہ میں جب انسان

بھوکا رہتا ہے اور اسے بھوک کی تکلیف محسوس ہوتی ہے ۔تو تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے کیسا آرام بخشا ہے اور یہ کہ اسے اس آرام کی زندگی کو نیک اور مفید کاموں میں صرف کرنا چاہیے نہ کہ لہو و لعب میں ۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ کی حکمت یہ ہے کہ لعلّکم تتّقون تاکہ تم کو تقوی حاصل ہو یہ تتقون کا لفظ قرآن کریم میں تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک دکھوں سے بچنے کے معنی میں ۔دوسرے گناہ سے بچنے کے معنوں میں اور تیسرے روحانیت کے اعلی مدارج کے حاصل کرنے کے متعلق۔پس اس لفظ کے ذریعہ سے تین حکمتیں اللہ تعالیٰ نے روزہ کی بیان فرمائی ہیں ۔

پہلی حکمت یہ کہ انسان روزہ کے ذریعہ دکھوں سے بچ جاتا ہے بظاہر یہ امر قابل تعجب معلوم ہوتا ہے کہ روزے سے انسان دکھ سے بچے کیونکہ روزہ سے تو انسان اور تکلیف پاتا ہے مگر جب غور سے دیکھا جائے تو روزہ درحقیقت انسان کو دو سبق دیتا ہے جس سے اس کی قومی حفاظت ہوتی ہے اول سبق تو یہ کہ مالدار لوگ جو سال بھر عمدہ سے عمدہ غزائیں کھاتے ہیں ان کو اپنے غریب بھائیوں کی تکلیفوں کا جو فاقوں سے دن گزارتے ہیں احساس بھی نہیں ہوتا نہ انہوں نے بھوک کی تکلیف کبھی دیکھی ہوتی ہے نہ بھوک کی تکلیف کا وہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ لیکن اسلام کے حکم کے ماتحت بڑے سے بڑے امراء کو روزے رکھنے پڑتے ہیں اور تب ان کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بھوک کی تکلیف کیسی ہوتی ہے اور اپنے غریب بھائیوں کی حالت کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے اور ان کی ہمدردی کا جوش دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ قوم کی ترقی اور حفاظت در حقیقت فرد کی حفاظت ہی ہوتی ہے ۔

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام انوارالعلوم جلد 8 صفحہ 162 ۔163)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ۔

رمضان المبارک کے دو گہرے سبق ہیں اور اسباق کے علاوہ جو خلاصہ ہیں رمضان کا اور ہر مذہب کا۔ ایک ان میں سے عبادت الٰہی ہے اور ایک ہے بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی اور پیار اور خدمت خلق اور ان کے دکھوں میں شریک ہونا اور ان کے سکھوں میں شریک ہونا ہے یہ دو گہرے سبق ہیں جو رمضان ہمارے لئے لیکر آتا ہے اس درخت کے اوپر اگر عبادت کے سوا کوئی اور پھل لگا ہوا آپ دیکھیں گے اور اپنی توقع کے مطابق اس پھل سے لذت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو سخت مایوسی ہوگی اس پر تو عبادت کا پھل لگنا چاہئے اور عبادت کا پھل سمجھ کر جب آپ عید منائیں گے(یعنی رمضان کے روزے کی تکمیل میں تحدیث نعمت کرنے لگیں گے ۔ناقل)تو پھر آپ کو لذت آئیگی اس عید پر تو خدمت خلق کا پھل لگنا چاہیے اگر آپ اس کے سوا کچھ اور غرض لیکر اس عید میں داخل ہوں گے تو سخت بور ہونگے "

(خطبات عیدین/خطبات طاہر صفحہ 15)

نیز فرمایا:

عبادات کی جتنی بھی قسمیں بیان ہوئی ہیں وہ ساری روزوں کے اندر آجاتی ہیں خدمت خلق کی جتنی بھی قسمیں بیان ہو سکتی ہیں وہ ساری روزہ کے اندر آ جاتی ہیں روزہ ہمدردی کی انتہا بھی سکھاتا ہے اور خشوع و خضوع کا کمال بھی انسان کو عطا کرتا ہے عجز کی راہیں بھی بتاتا ہے اور غریبوں کو اٹھاکر اپنے ساتھ شامل کرنے کے طریق بھی انسان کو سکھاتا ہے۔ غرض یہ کہ قرآن کریم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ رمضان شریف ہے اور جو شخص رمضان میں سر جھکاتے ہوئے اور اس دروازے سے کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا رنگ اختیار کرتے ہوئے گزرے گا گویا اس نے قرآنی تعلیمات کا سارا پھل پا لیا اور جو کچھ بھی قرآن لیکر آیا تھا وہ سارا اس

کے نصیب میں آگیا۔رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے رمضان شریف تمام عبادتوں کا ارتقاء ہے،رمضان شریف انسان کو اس مقصد کی طرف لیکر جاتا ہے جس کی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے اور اللہ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال درجہ کمال پہنچاتا ہے

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 327-326)

حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حوالے سے رمضان اور روزے کے تعلق سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

ہمیں کوشش کرنی چاہیے اس مہینہ میں عبادتوں،تزکیہ نفس اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ذریعہ جنت کے ان دروازوں میں داخل ہونے کی کوشش کریں جو پھر ہمیشہ کھلی رہیں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرتے ہوئے جھکیں اور ان خوش قسمتوں میں شامل ہو جائیں جن کی توبہ قبول کرکے اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی ایک ماں کو اپنا گمشدہ بچہ ملنے سے ۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس پیار کو حاصل کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کو اس رمضان میں وہ خوشی پہنچانے والے ہوں جو گمشدہ بچہ کے مل جانے سے زیادہ ہے ۔اللہ تعالیٰ کو یہ خوشی پہنچانے کے لئے ہمیں تقوی پر چلتے ہوئے ان عبادتوں جن میں فرائض بھی ہیں اور نوافل بھی ۔ان کے معیاروں کو بلند کرنا ہوگا ۔اپنے روزوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی ۔حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینی ہوگی ۔اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے یہ سب کچھ اس رمضان میں ہمیں حاصل کرنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

(خطبات مسرور جلد 11 صفحہ398)

***

جامعہ احمدیہ میں حصول تعلیم کی غرض و غایت و اہمیت

از نیاز احمد نائک استاد جامعہ حمدیہ قادیان

جامعہ احمدیہ میں حصول تعلیم کی غرض و غایت اور اہمیت وافادیت کو مندجہ ذیل آٹھ بنیادی نکات میں اجمالاً بیان کیا گیاہے۔انہی آٹھ نکات کو مضمون ھٰذا میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ سپرد قلم کیا گیاہے۔اللہ تعالیٰ ان کلمات کو ہر لحاظ سے بابرکت اور پُر اثر بنائے۔ آمین ۔

(1)جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے سے زندگی کلیۃً خدا اور اس کے دین متین اسلام کے لئے وقف ہوجاتی ہے ۔اور خدا کے لئے وقف ہونا زندگی کا مقصد عظیم ہے۔

(2)جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے سے عبادت خداوندی کے نادرمواقع ملتے ہیں ۔او ر مقام عبودیت کا حصول ہی زندگی کا مقصد وحید ہے۔

(3)جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے سے ہم اس حزب سعید میں شمولیت اختیارکرلیتے ہیں جس کا مقصد اعلاء کلمۃاللہ اور تکمیل اشاعت تبلیغ کا مہتمم بالشان مشن ہے۔

(4)جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے سے ہمیں اس یونیورسٹی کا شاگرد بننے کا اعزاز حاصل ہوتاہے جس کی بنیاد امام الزماں نے رکھی ۔

(5)جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے سے ہمیں ربانی علماء بننے کا موقع میسر آتاہے۔

(6)جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے سے خلیفہ وقت کی تحریک پر لبیک کہنے کی توفیق ملتی ہے ۔خلیفہ وقت کی تحریک وقتی تقاضوں کے پیش نظر الٰہی منشاء کے مطابق ہوتی ہے۔

(7)جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے سے حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ پیدا

ہوتی ہے ۔جامعہ احمدیہ کی تعلیم حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ارد گرد ہی گھومتی ہے۔

(8) جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے سے ہم اس گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں جن کا کام لوگوں کو نیکی کی طرف بلانا اور برائی سے دور رکھنا ہے۔

معزز قارئین !اگرچہ عمومی طور پر ساری امت محمدیہ کا نصب العین اور ہدف نیکی کی طرف بلانا اور برائیوں سے روکنا متعین کیا گیا ہے تاہم دعوت الیٰ اللہ کے لئے ایک مخصوص گروہ کا ہونا ضروری ہے۔وطن سے محبت اور ہمدردی کا دم اگر چہ تمام ہموطن بھرتے ہیں تاہم ملک پر حملہ ہونے کی صورت میں فوجیوں کی ضرورت پڑتی ہے جو کہ تجربہ کار اور پیشہ ورانہ ہو تے ہیں ۔ اسی طرح مذہب میں مدافعت کا کام ایک تجربہ کا ر گروہ سنبھالتا ہے جس کو ہم اپنی اصطلاح میں مربیان یا مبلغین کہتے ہیں۔ اس حزب اللہ کا مقصد اور ہدف خداتعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بیان فرمایاہے۔یعنی طلباء جامعہ کا مقصد تبلیغ اسلا م کیلئے دلائل اور براہین اور تزکیہ نفوس کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر میدان تبلیغ کے لئے تیار ہونا ہے۔جامعہ احمدیہ کی تاسیس تکمیل اشاعت تبلیغ کے مہتمم باالشان مشن کے لئے ہوئی ہے ۔اس مشن کے تحت اسلام کا عالمگیر غلبہ مقدر ہے اور اسلام کا سورج پھر ایک دفعہ اپنی تمام شان وشوکت کے ساتھ طلوع ہو گا۔جامعہ احمدیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کی بنیاد مسیح الزماں نے رکھی ہے۔اور اس شجرہ طیبہ کی شاخیں آج دنیاکے مختلف ممالک میں پائی جاتی ہیں ۔ہزاروں طیور روحانی اس پر بسیر اکرتے ہیں ۔یہ شجرہ مبارکہ اپنے تازہ اور لذیذ ثمرات سے لوگوں کی روحانی پیاس مٹانے کا موجب ہے۔

جامعہ احمدیہ کی غرض و غایت بانئ جامعہ کے الفاظ میں :

حضرت مسیح موعو دؑ فرماتے ہیں :"ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے ۔مروّجہ تعلیم کو اس لئے ساتھ رکھاہے کہ یہ علوم خادم دین ہوں ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف-اے یا بی-اے پاس کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتاہوں کہ شاید دینی خدمت کے لئے کام آسکے۔"(ملفوظات جلد 8 ص 279-280)

میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۷۰)

میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچادوں۔ آئندہ ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہوکر نہیں مرتا وہ نئی زندگی نہیں پاسکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف ، مَیں اپنی زندگی کی اصل اور غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔

(الحکم جلد ۴ نمبر ۲۱بتاریخ ۳۱/اگست ۱۹۰۰صفحہ نمبر ۴)

انسانیت کی صحیح خدمت یہی ہے کہ مخلوق کوخالق سے ملایاجائے۔اورباہم ہمدری ،پیار ومحبت کے جذبات بڑھائے جائیں۔ اِس اہم دینی اوراخلاقی ضرورت کے پوراکرنے کیلئے

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سامان پیدافرمایا اور آج جامعہ احمدیہ کے نام سے تمام دنیا میں معروف و مشہور ہوچکاہے۔ جس کی کچھ تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

احمدیت کا پیغام اب تک محض خداتعالیٰ کے خاص تصرفات اور حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی کتب وغیرہ سے پہنچ رہاتھا۔واعظین کا کوئی باقاعدہ نظام اس غرض کیلئے موجودنہیں تھا۔لیکن چونکہ سلسلہ کا کام بہت بڑھ چکاتھا اورایک تنظیم کے ساتھ اندرون ملک اوربیرونی دنیاکوپیغام حق پہنچانے کی ضرورت بشدت محسوس ہورہی تھی اس لئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ستمبر ۱۹۰۷ء میں جماعت کے سامنے "وقفِ زندگی" کی پرزور تحریک فرمائی۔(بدر۳؍اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ کالم ۲تا۳)

اِس تحریک پر قادیان اور قادیان سے باہر مقیم کچھ نوجوانوں نے زندگی وقف کرنے کی درخواست بھجوادی اور حضور نے سب کو مناسب ہدایات سے نوازا۔تمام واقفین کی فہرست تیارکرنے کی ذمہ داری حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے سپرد تھی۔تب انہوں نے ایک رجسٹر تیارکیا جس میں ایسے لوگوں کے نام درج کئے جاتے تھے۔حضورؑ نے نہایت خوشنودی کا اظہارفرمایااور اِس سلسلہ میں قیمتی نصائح فرمائیں۔

وقفِ زندگی کی شرائط:

حضرت اقدسؑ نےوقفِ زندگی کی تحریک کااعلان کرنے کے بعد میرحامد شاہ صاحب سے اس کی شرائط لکھوائیں اورکچھ اصلاح کے ساتھ ان کو پسند فرمایا۔ان شرائط میں ایک شرط یہ تھی کہ "مَیں کوئی معاوضہ نہ لوں گا۔چاہے مجھے درختوں کے پتے کھاکر گزارہ کرناپڑے مَیں گزارہ کروں گا اور تبلیغ کروں گا۔

(بیان حضرت خلفیۃ المسیح الثانیؓ الفضل 24؍دسمبر 1944ء صفحہ 5 کالم 2)

آج جامعہ احمدیہ کے ذریعہ ہی واقفین کی ضرورت کو پوراکیا جا رہاہے۔ اورجو طلبہ جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اُن کے ذریعہ اسلام احمدیت کی تبلیغ وتربیت کے اہم امورکوسرانجام دیاجارہاہے۔

دنیاکاسب سے اعلیٰ تعلیمی ادارہ جامعہ احمدیہ:

اگر ہم تاریخ انسانیت میں آغاز سے اب تک تعلیمی اداروں پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں توعصرحاضر کے تعلیمی ادارے عالیشان عمارتوں والے نظر آئیں گی۔لیکن حقیقی رنگ میں فائدہ پہنچانے والے ادارے تنگ وتاریک کوٹھریوں میں ہی نظر آئیں گی۔دارِ ارقم اور مسجدِ نبوی ہی نظر آئیں گی۔ جنھیں ایک عاشقِ زار نے دبستانِ محمدؐ کا بھی نام دیا ہے دوسرے ادارے بھی بے شک انسانی فلاح و بہبود کیلئے خادم کے طورپرضروری ہیں مگر انمایخشی اللہ من عبادہ العلماء (سورۃ فاطر آیت 29) ترجمہ: یقیناً اللہ کے بندوں میں سے اُس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ یہ حقیقی خشیت اور معرفت حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ جامعہ احمدیہ میں ہی حقیقی معنوں میں حاصل ہو سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا مدرسہ کی حالت دیکھ کر دل پارہ پارہ اورزخمی ہوگیا علماء کی جماعت فوت ہورہی ہے ۔مولوی عبد الکریمؓ کی قلم ہمیشہ چلتی رہتی تھی جو عمر رسیدہ ہیں اُن کو فوت شدہ سمجھئے۔ دوسرا جیساکہ خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ تقویٰ ہو اُس کی تخم ریزی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے ورنہ اچھے آدمی مفقود ہورہے ہیں۔ آریہ زندگی وقف کررہے ہیں۔یہاں ایک طالبِ علم کے منہ سے بھی نہیں نکلتا۔ہزارہا روپیہ قوم کا جو جمع ہوتا ہے وہ اُن لوگوں کیلئے خرچ ہوتا ہے جو دُنیا کا کیڑا بنتے ہیں۔یہ حالت تبدیل ہوکر ایسی حالت ہو کہ علماء پیدا ہوں۔ علمِ دین میں برکت ہے۔ اِس سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔بغیر اِس کے شوخی بڑھتی ہے۔ نبوئی علم میں علمِ برکات ہیں۔

لوگ جوروپئے بھیجتے ہیں لنگر خانہ کیلئے یا مدرسہ کیلئے اِس میں اگر بے جا خرچ ہوں تو گناہ کا نشانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کرنے والوں کی قسم کھائی ہے۔ فالمدبّرات امرا مَیں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت سمجھتا ہوں جو دین کی خدمت کریں زبان

دانی ضروری ہے۔انگریزی پڑھنے سے مَیں نہیں روکتا۔میرا مدعا یہ ہے اور مَیں نے پہلے بھی سوچاہے اور جب سوچاہے میرے دل کو صدمہ پہنچاہے کہ ایک طرف تو زندگی کا اعتبار نہیں جیساکہ خداتعالیٰ کی وحی قرب اجلك المقدر سے ظاہر ہوتا ہے دوسرا اس مدرسہ کی بناسے یہ غرض تھی کہ دینی خدمت کیلئے لوگ تیار ہوجاویں۔یہ خداتعالیٰ کا قانون ہے پہلے گذرجاتے ہیں دوسرے جانشین ہوں۔ اگر دوسرے جانشین نہ ہوں تو قوم کے ہلاک ہونے کی جڑ ہے۔مولوی عبد الکریمؓ اور دوسرے مولوی فوت ہوگئے اور جو فوت ہوئے ہیں اُن کا قائم مقام کوئی نہیں۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۸۳-۲۸۴)

افسوس ہے کہ بعض والدین اورطلباء دینی تعلیم کا حاصل کرنابے سود اور زندگی کو تنگی میں ڈالناخیال کرتے ہیں۔ ایسی سوچ رکھنے والوں کیلئے ایک اہم واقعہ ذیل میں درج کیاجاتاہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ۔

مجھے یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے وقت میں جب میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی تعلیم کا زمانہ آیا تو ہمارے ناناجان مرحوم نے حضرت خلیفہ اوّلؓ سے مشورہ کیا کہ اِسے کیا پڑھایاجائے۔ آپؓ نے فرمایا اِس کودینی تعلیم دلوائیں ۔ ایک بیٹے کو آپ نے دُنیا پڑھائی ہے اِس کو دینی تعلیم دلوادیں اِس پر ناناجان مرحوم نے اپنی طرف سے یا نانی اماں کی طرف سے کہا کہ پھر تو یہ اپنے بھائی کے ٹکڑوں پر پلے گا۔ جب اُنہوں نے یہ بات کہی تو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا خداتعالیٰ بعض دفعہ ایک شخص کو دوسرے کی خاطر روٹی دیتا ہے۔ آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ اگر یہ دینی خدمت میں مشغول رہاتو اپنے بھائی کے ٹکڑوں پر پلے گا۔ آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ دین کی خدمت کرے گا تو اُس کے طفیل اللہ تعالیٰ اِس کے بھائی کی روزی میں بھی برکت پیداکرے گا۔ پھر آپ نے حضرت ابوہریرہؓ کا واقعہ سنایا جب وہ اسلام لائے تواُن کے دل میں شوق پیدا ہواکہ مَیں رسولِ کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھوں اور آپ کی باتیں سُنوں چنانچہ وہ رات دن مسجد میں بیٹھے رہتے تھے۔ تاکہ رسولِ کریم ﷺ جب بھی تشریف لائیں اور کوئی بات کریں تو اُس کے سننے سے محروم نہ رہیں اُن کی روایات کی کثرت کو دیکھ کر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ بڑے پرانے صحابی تھے۔حالانکہ وہ پرانے صحابی نہیں بلکہ رسولِ کریم ﷺ کی وفات سے صرف تین سال پہلے ایمان لائے تھے۔ مگر روایتیں سب سے زیادہ اُن کی ہیں۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ لوگ پرانے پرانے صحابیوں کو نہیں جانتے مگر ابوہریرہؓ کو جانتے ہیں کیونکہ حدیثوں میں باربار آتا ہے کہ ابوہریرہؓ نے یہ کہا ابوہریرہؓ نےوہ کہا غرض وہ بہت بعد میں اسلام لائے لیکن اُن کے دل میں دین سیکھنے کا جوش تھا جب وہ ایمان لائے تو رسولِ کریم ﷺ کی مجلس کے متعلق انہوں نے یہ عہد کرلیا کہ چونکہ اور لوگوں نے آپؐ کی بہت سی باتیں سن لیں اور مجھے آخر میں ایمان لانے کی توفیق ملی ہے اِس لئے اب مَیں رسولِ کریم ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گاچنانچہ آکر بیٹھ گئے اور انہوں نے عہدکیا کہ جس طرح بھی ہوسکا مَیں دین کی خدمت کروں گا دُنیا کا کوئی کام نہیں کروں گا اُن کا ایک بھائی بھی مسلمان ہوچکاتھا چونکہ یہ سب کاروبار چھوڑکر رسولِ کریم ﷺ کے پاس آبیٹھے تھے اِس لئے کچھ مدت تک تو وہ اپنے ایمان کے جوش میں اپنے بھائی کو کھاناپہنچاتارہا عربوں کی زندگی بہت ہی سادہ ہواکرتی تھی ۔وہ کھجوریں کھاکر پانی پی لیتے اور اُس کو غذا کیلئے کافی سمجھتے تھے یا کبھی سوکھا گوشت مل جاتا تو وہی کھاکر پانی پی لیتے غرض بہت ہی سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور اُن کو کھاناپہنچانا کوئی مشکل امر نہ تھا مگر کچھ مدت تک ایمان کے جوش نے انہیں کھانا پہنچانے کے بعد حضرت ابوہریرہؓ کا بھائی تنگ آگیا جب اُس نے تنگی محسوس کی تو ایک دن وہ رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ آپ

ابوہریرہؓ سے کہئے کہ وہ کچھ کمایا بھی کرے۔ یہ کہا کہ سارا دن مسجد میں ہی بیٹھا رہتا ہے کوئی کام نہیں کرتا۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ خداتعالیٰ اُس کے طفیل تمہیں بھی رزق دیتا ہو۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے بھی یہی واقعہ ہمارے نانا جان مرحوم کو سنایا چنانچہ اِس کے بعد نانا جان مرحوم نے دُنیاوی تعلیم کا ارادہ چھوڑ کر اُنھیں اِسی کام پر لگادیا

(بحوالہ تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ 117-116)

واقفینِ نَو کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے کی ہدایت:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا اپنے خطباتِ جمعہ اور خطابات نیز واقفینِ نَو کے ساتھ منعقد ہونے والے کلاسز میں توجہ دلاتے ہیں کہ واقفینِ نَو زیادہ سے زیادہ جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیں۔ تاکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خدمت دین کرنے والے ضرورت کے مطابق میسر آئیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ یوکے کے نیشنل وقف نواجتماع 2016ء کے موقع پر واقفین نو لڑکوں سے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب کرتے ہوئے 28 فروری 2016ء کو فرماتے ہیں:

آپ میں سے وہ جو پندرہ سال یا پندرہ سال سے زائد عمر کے ہیں اَب اپنے مستقبل اور اپنے کیریئر کے انتخاب کے بارہ سوچنے لگ جائیں گے۔ یقینا آپ کو وہ شعبے اختیار کرنے چاہئیں جو آپ کی دلچسپی کے ہیں۔ لیکن مَیں آپ میں سے زیادہ سے زیادہ کو تاکید کروں گا کہ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے درخواست دینے پر غور کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں دنیا بھر میں مبلغین کی اشد ضرورت ہے۔ گو کہ جامعہ احمدیہ یوکے سے چار کلاسیں فارغ التحصیل ہو چکی ہیں مگر اس کے باوجود ابھی تک برطانیہ میں ہی مبلغین کی ضرورت کو پورا نہیں کیا جا سکا۔ نیز بہت سے ایسے ممالک جہاں انگریزی زبان بولی جاتی ہے وہاں بھی ہمیں مبلغین کی ضرورت ہے اس لئے مَیں آپ کو نصیحت کروں گا کہ آپ جامعہ میں اس روح کے ساتھ داخلہ لینے کو مدّ نظر رکھیں کہ یہ آپ کے وقف کے عہد کو پورا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۹؍اگست ۲۰۱۶ صفحہ ۳۳ کالم ۱تا۲)

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

میں دوبارہ اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں دین کے پھیلانے کے لئے دینی علم کی ضرورت ہے اور یہ علم سب سے زیادہ ایسے ادارہ سے ہی مل سکتا ہے جس کا مقصد ہی دینی علم سکھانا ہو۔ اور یہ ادارہ جماعت احمدیہ میں جامعہ احمدیہ کے نام سے جانا جاتا ہے اس لئے واقفین نو کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو جامعہ احمدیہ میں آنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍جنوری ۲۰۱۳)

جامعہ احمدیہ میں جانے والوں کی تعداد واقفین نو میں زیادہ ہونی چاہئے۔ ہمارے سامنے تو تمام دنیا کا میدان ہے۔ ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر، ہر جگہ ہم نے پہنچنا ہے۔ ہر جگہ، ہر بر اعظم میں نہیں، ہر ملک میں نہیں، ہر شہر میں نہیں بلکہ ہر قصبہ میں، ہر گاؤں میں، دنیا کے ہر فرد تک اسلام کے خوبصورت پیغام کو پہنچانا ہے۔ اس کے لئے چند ایک مبلغین کام کو سرانجام نہیں دے سکتے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍جنوری ۲۰۱۳)

ہوش کی عمر میں آکر جب بچے واقفین نو اور جماعتی پروگراموں میں حصہ لیں تو اُن کے دماغوں میں یہ راسخ ہو کہ انہوں نے صرف اور صرف دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بچوں کے دماغ میں ڈالیں کہ تمہاری زندگی کا مقصد دین کی تعلیم حاصل کرنا ہے۔ یہ جو واقفین نو بچے ہیں ان کے دماغوں میں یہ ڈالنے کی ضرورت ہے کہ دین کی تعلیم کے لئے جو جماعتی دینی ادارے ہیں اُس میں جانا ضروری ہے۔ جامعہ احمدیہ میں جانے والوں کی تعداد واقفین نو میں کافی زیادہ ہونی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍جنوری ۲۰۱۳)

دین سیکھنے کے لئے مرکز سلسلہ میں آنا اور کامل شرح صدر

کے ساتھ دین سیکھنا اور اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر دینا اور پھر کامل وفا کے ساتھ اس وقف کو نبھانا اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی تکمیل میں ہر قربانی کے لئے تیار ہوجانا جہاں یہ بات حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے وہاں آج تک ایسے لوگوں کی قربانی کو اب تک جاری رکھنا خلافت احمدیہ کی بھی سچائی کی دلیل ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جون 2014ء)

المختصر یہ کہ جامعہ احمدیہ میں تعلیم ایک نفع بخش سودا ہے۔ جس نے بھی یہ سودا کیا وہ حسنات دارین سے مالا مال ہوا ہے۔ سیدنا حضور انور کی خاص راہنمائی اور شفقت کے نتیجہ میں جامعہ احمدیہ قادیان ترقیات کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ خوش بخت ہیں وہ جو ترقی کی اس راہ کو اختیار کرتے ہوئے خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

***

M/S. ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300, 200.
Tata Hitachi, Ex-200, Ex-70, JCB, Dozer etc.
On hire basis
KUSAMBI, SUNGRA, SALIPUR, CUTTACK - 754221
Tel. : 0671 - 2112266
Mob. : 9437078266 / 9437032266 / 9438332026 / 9437378063

Mubarak Ahmad
9036285316
9449214164
Feroz Ahmad
8050185504
8197649300
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
MUBARAK
TENT HOUSE & PUBLICITY
CHAKKARKATTA, YADGIR - 585202, KARNATAKA

Prop. Asif Mustafa
CARE SERVICING & GARAGE
CARE TRAVELLING
Servicing of all type of vehicles
(2, 3 & 4 Wheelers)
RAMSAR CHOWK, BHAGALPUR-2
* Washing * Polish * Greasing * Chasis Paint
Contact for : Car Booking for Marriage & Travailing.
(Tata Victa A.C., Scorpio Grand, Bolero and
all types of Vehicle available)
Mob. : 9431422476, 9973370403

Prop. S. A. Quader
Ph. : (06784) 230088, 250853 (O)
252420 (R)
JYOTI
SAW MILL
Saw Mill Owner
&
Forest Contractor
Kuansh, Bhadrak, Orissa

*جب حضورانور امریکہ پہنچے تو ایرپورٹ پر state department کے آفیشلز اور آئرپورٹ کے آفشلز تھے اور حضور کو پورپرٹوکل دیاگیاتھا۔حضورنے وہاں آفیشلز کو فرمایا کہ پہلے سے بہت تاخیر ہوچکی ہے آپ لوگ اگر جانا چاہیں توجا سکتے ہیں میں آپ کے لئے بوجھ نہیں بننا چاہتا۔وہ اس آفر سے حیران ہوئے ہوسکتاہے کسی آفیشل نے انکو پہلی مرتبہ ایسی آفر کی ہو۔انہوں نے کہا کہ ہم تو یہاں آپ کے لئے ہیں اور ہم آخر تک رہیں گے۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے ۔

state department آفیشل نے کہاآپ کچھ گھومنے اور مناظر دیکھنے بھی جائینگے ،حضور نے فرمایا کہ اپنی کمیونٹی کے ساتھ میراایساشیڈول ہے کہ شاید اسکے لئے وقت نہ ملے ۔امیر صاحب یو اس اے نےفرمایاکہ 4000 لوگوں نے انفرادی ملاقات کی درخواستیں دی ہیں۔وہاں آفیشل نے حیرانی کا اظہار کیا کہ یہ تو بہت زیادہ تعداد ہے ۔اوریہاں اگر کوئی چار ہزار لوگوں سے مصافحہ کرے تووہ امریکہ کا صدر منتخب ہوسکتاہے ۔تو حضورنے فرمایاکہ گزشتہ دورے میں میں نے 6000 لوگوں سے ملاقات کی تھی۔

ان اسفار میں حضور کا علمی امور نیز انتظامی امور کی طرف راہنمائی فرمانا اور اسکی برکات

خلیفہ وقت کے دور جات ہر لحاظ سے بابرکت ثابت ہوجاتے ہیں۔احباب جماعت کو اپنے پیارے آقاکادیدار نصیب ہوتاہے جس کو وہ اپنی زندگی کے حسین لمحات میں شمار کرتے ہیں ۔ان کے ایمان و ایقان میں ترقی ہوتی ہے۔اوربہت کچھ سیکھنے کو ملتاہے۔ چاہئے وہ علمی امور ہوں یاانتظامی باتیں ہر طرح کی راہنمائی سے فیضیاب ہوتے ہیں۔حضورانورکا جو دورہ امریکہ اور گوٹیمالہ ہوااس میں حضورانورنے امریکہ کے نائب امیر صاحب یونس صاحب سے مجلس انصار اللہ یوایس اے کے ہاوسنگ پرجیکٹ کے بارے میں دریافت فرمایا۔محترم نائب امیر صاحب نے فرمایاکہ کئی وجوہات کی بنا پر اس میں تاخیر ہورہی ہے۔اس پر حضورانور نے فرمایاکہ :

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایاہے کہ جب تاخیر ہورہی ہوتو دعاکا زیادہ موقعہ میسر آتاہے۔تو دعائیں کرتے رہو۔گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

یہ حوصلہ افزائی ہےاور دعاجو کہ ہمارے کاموں کے پیچھے کارفرما ہونی چاہئےاس کی طرف ایک حسین ترغیب ہے۔

*اس دوران ایک لڑکی منصورہ ہمایوں صاحبہ نے حضورانور سے ملاقات کی تو اس نے حضور کو فرمایاکہ میں شہید کی بہن ہوں تو حضورانور نے ان کو الیس اللہ کی انگوٹھی عنایت فرمائی اور کہا کہ آپ شہید کی بہن ہیں اسلئے یہ آپ کو دے رہاہوں ۔یہ وہ عظیم محبت اور خراج تحسین ہے جو شہداء اور ان کے اقرباء کے ساتھ حضور رکھتے ہیں۔

اسی طرح دورہ امریکہ کےدوران حضورانورنے ایک جگہ جائزے کے دوران ایک مارکی دیکھی جہاں کچھ خدام تعینات تھے ۔حضورکو وہاں نہ لے جانے کی وجہ صدر خدام الاحمدیہ یو اس اے نے یہ بیان فرمایا کہ کیونکہ راستہ کیچڑ والا تھاتوحضوراس چیز کی پروہ کئے بغیر وہاں گئے اور خدام سے ملاقات فرمائی۔اسی دوران حضوردوسری مارکی کی طرف آگے بڑھے جہاں کھانا تیار کیاجارہاتھا وہاں حضورانور نے دیکھا کہ ٹیبل کے پاس ایک مکڑی ہے حضورنے فوراایک ٹیشولیا اور اسکو پکڑا اور احمد صاحب (اپنے باڈی گارڈ) کو دیا کہ اسکو پھینک دیں حضورنے دیکھا کہ کہیں کھانا خراب نہ ہوجائے تو حضورنے یہ قدم اٹھایا۔

پیارے آقا کا افراد جماعت سے محبت اور ان سے مزاق کرنا

اس دورہ کے دوران پھلیڈلفیہ میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ Dr.A George Baker جو ایک مشہور احمدی تھے انکی قبر پر دعاکی غرض سے گئے وہاں حضوردعاکے بعد جب اپنی کار کی طرف واپس آئے تو چونکہ گیلی زمین اور کچھ کیچڑ تھی۔

بقیہ صفحہ نمبر 31 پر ملاحظہ ہو

اطفال کے صفحات

(از مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کے واقعات

حضرت جبرائیل کا نازل ہونا:

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: میری عمر جب نو یا دس برس کی تھی۔میں اور ایک اور طالب علم گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں الماری میں ایک کتاب پڑی ہوئی تھی جس پر نیلا جوزدان تھا اور وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔نئے نئے علوم ہم پڑھنے لگے تھے اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ جبرائیل نازل نہیں ہوتا۔میں نے کہا یہ غلط ہے۔میرے ابّا پر تو نازل ہوتا ہے۔اس لڑکے نے کہا جبرائیل نہیں آتا کتاب میں لکھا ہے۔ہم میں بحث ہو گئی۔آخر ہم دونوں حضرت صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔آپؑ نے فرمایا "کتاب میں غلط لکھا ہے۔جبرائیل اب بھی آتا ہے۔

MORAL:اللہ رتعالیٰ کی پاک وحی نازل کرنے والے فرشتہ جو حضرت جبرائیل ہیں وہ زمانہ میں نازل ہوتے ہیں۔

اساتذہ کا احترام اور عزت کرنا:

حضرت مصلح موعودؓ بچپن کا ایک واقعہ ہے جس سے آپ کی قلبی کیفیت پر روشنی پڑتی ہے۔ایک دن کچھ بارش ہو رہی تھی مگر زیادہ نہ تھی حضرت مصلح موعودؓ کو پڑھانے کے لئے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ وقت مقررہ پر حاظر ہو گئے۔ جب آپؓ نے سیڑھیوں کا دروازہ کھٹکھٹایا حضورؓ نے دروازہ کھولا۔مولوی شیر علیؓ بیان کرتے ہیں " بندہ اندر اکر برامدے میں ایک کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔آپؓ کمرہ میں تشریف لے گئے میں نے سمجھا کتاب لے کر باہر برامدہ میں تشریف لائیں گے مگر جب آپ کے باہر تشریف لانے میں کچھ دیر ہو گئی تو میں نے اطدر کی طرف دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ آپؓ فرش پر سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں۔میں نے خیال کیا کہ آج بارش کی وجہ سے شاید آپ سمجھتے تھے کہ میں حاضر نہیں ہوں گا۔ اور جب میں آگیا ہوں تو آپ کے دل میں خاکسار کے لئے دعا کی تحریک ہوئی ہے اور آپ بندہ کے لئے دعا فرما رہے ہیں۔ آپ بہت دیر تک سجدہ میں پڑے رہے اور دعا فرماتے رہے۔"

MORAL: ہم سبھی کو نا صرف اپنے اساتذہ کی عزت و احترم کرنا چاہئے بلکہ ان کے لئے ہمیشہ دعا کی کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مرید سید فضل شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

" ایک دن حضرت مسیح موعودؑ چوبارے کے صحن میں (گھر کے اوپر والے حصہ میں)بیٹھے تھے اور بادام آگے رکھے تھے۔میں بادام توڑ رہا تھا کہ اتنے میں حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب جن کی عمر اس وقت چار پانچ سال کی ہوگی،تشریف لائے اور سب بادام اٹھا کر جھولی میں ڈال لئے۔حضرت اقدسؑ نے یہ دیکھ کر فرمایا' یہ میاں بہت اچھا ہے، زیادہ نہیں لے گا۔صرف ایک دو لے گا باقی سب ڈال دے گا۔' جب حضرت صاحبؑ نے فرمایا تو میاں نے جھٹ سب بادام میرے آگے رکھ دئے اور صرف ایک یا دو بادام لے کر چلے گئے۔

MORAL: سبھی بچوں کو ہمیشہ اپنے والدین کی ہر بات ماننی چاہئے اور کبھی بھی ان کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے۔

(بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اول)

***

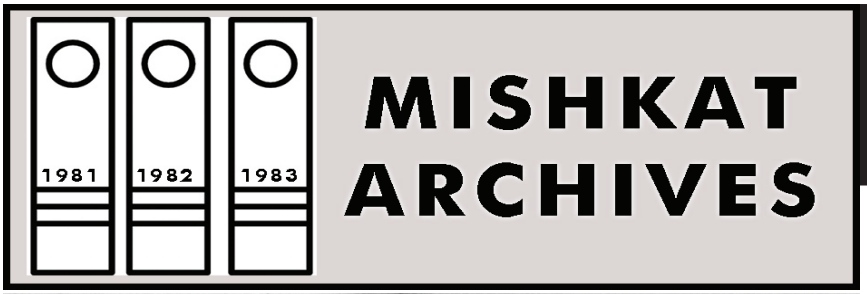

حفظانِ صحت

شدید گرمی میں لُو سے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدابیر

☆ گرم موسم میں پانی کا زیادہ استعمال کرنا چاہئے روزانہ کم از کم دو سے تین لیٹر پانی تو لازمی پینا چاہئے۔خاص طور پر پانی کے ذریعے اپنے جسم میں نمکیات اور پانی کا توازن برقرار رکھنا چاہئے۔

☆ ۔طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ اپنے جسم کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے کھیرے کا جوس،ناریل کا پانی،لیموں کا جوس کا استعمال کرنا چاہئے،گرم اشیاء،چائے،کافی کا استعمال کم کیجئے۔

☆ڈھیلے اور ہلکے رنگوں کے ملبوسات کاٹن جیسے ہوادار کپڑے پہنیں،تاکہ پسینہ سوکھ جائے،اگر آپ مچھروں کے کاٹنے کے وقت باہر ہوں،تو پوری پینٹیں اور بند جوتے پہنیں۔

☆اگر آپ شام کے وقت پارک میں جائیں،تو جرابیں ٹخنوں سے اوپر چڑھالیں۔☆ اشیاءچائے کافی کا استعمال کم کیجئے،الکوحل اور کیفین والے مشروبات سے پرہیز کرنا چاہئے،کولڈرنکس کی بجائے پانی،لسی اور دیسی مشروبات کا استعمال کریں،سحری اور افطاری میں کھانا کم کھائیں۔

☆ ۔طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ روزہ دار بلاوجہ گھروں سے نہ نکلیں،زیادہ دیر تک دھوپ میں نہ رہیں،باہر نکلیں تو سر ڈھانپ کر رکھیں۔

☆ ۔اگر نکلنا بھی ہے تو گیلے کپڑے سے سر اور جسم ڈھانپ کر نکلیں اور اپنے ساتھ پانی کی ایک بوتل ضرور رکھیں اور ہر ۲۰ سے ۳۰ منٹ کے بعد پانی پیئے جبکہ ایک اسپرے بھی رکھنا چاہئے،جس میں عرقِ گلاب ،یاپیپر منٹ ایسنس پانی کے ساتھ ملایا جائے جس سے چہرے کو ٹھنڈا رکھا جا سکتا ہے۔

مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری اور مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھارت کے الوداع و استقبال کے لحاظ سے۔

دوسری عالمی جنگ کا ایک اہم واقعہ
بمقام Dunkirk

1940 میں دوسری عالمی جنگ کے دوران جرمن فوجوں نے فرانس،ہالینڈ،بیلجیم، لکزمبرگ(Luxembourg) پر حملہ کیا اور انکو بھاری اکثریت کے ساتھ شکست دی اور بہت سارے حصے پر قابض ہوئے۔اس جنگ کو Battle of France اور Fall of France یعنی فرانس کا تنزل کے نام سے تاریخ میں جانا جاتا ہے۔

ہماری آج کی کہانی اسی کے تعلق سے ہے جب4 لاکھ مُتّحِدہ افواج(Allied Forces)فرانس کے ایک شہر ڈنکرک (Dunkirk) میں پھنس گئے تھے جن میں اکثر فوجی برطانیہ کے تھے اور جرمن فوج نے ان کو گھیر لیا تھا۔ یہ ایک ایسا خطرناک وقت تھا کہ جرمن فوج کو گویا کہ یہ چار لاکھ سپاہی قید میں نظر آ رہے تھے جن کا قتل ایک انتہائی آسان عمل نظر آتا تھا۔یہ واقعہ تاریخ میں Operation Dynamo کے نام سے موسوم ہے۔یہ آپریشن 26 مئی 1940 تا 4 جون 1940 چلا۔

اب ہماری کہانی کا آغاز ہوتا ہے:

26 مئی 1940 کی بات ہے برٹن کے بعض سپاہی جرمنی کے بعض سپاہیوں کا قتل کرکے کسی طرح چھپتے چھپاتے اپنے باقی ساتھیوں کی تلاش کرنے لگے اور ڈنکرک (Dunkirk)شہر میں کوئی پناہ گاہ کی تلاش میں لگ گئے لیکن وہ شہر جرمن فوجیوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔وہ فوجی آخر کار اپنے ساتھیوں کی تلاش میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔اور ان کے ساتھ ڈنکرک (Dunkirk)کے سمندر کی طرف بڑھتے ہیں جہاں پہلے سے 4 لاکھ سپاہی پھنسے ہوئے تھے۔ وہ یہ نظارہ دیکھ کر دہل جاتے ہیں کیوں کہ سمندر کے کنارے پر تمام سپاہی ہیں اور اکثر کا اسلحہ بارود ختم ہو چکا تھا اور جرمن فوجیوں کا مقابلہ کرنے کی قوت ندارد تھی۔بچے ہوئے اسلحہ کے ساتھ مُتّحِدہ افواج(Allied Forces)جرمن فوجیوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ گویا کہ حالت ایسی تھی کہ پنجرے میں بند شکار قتل ہونے کے لئے اپنے صیاد کا منتظر ہو۔

جرمن فوج نے اپنے زمینی سپاہیوں کے ساتھ ساتھ آسمانی طیاروں کے ذریعہ بھی حملہ کرنا شروع کر دیا ایک جہاز گزرتا ہے اور آگ برسانا شروع کرتا ہے ۔ ڈنکرک (Dunkirk) میں فوجیوں کے پھنسے ہونے کی خبر اب تک پورے برطانیہ اور باقی مُتّحِدہ افواج(Allied Forces) کے ممالک میں پھیل چکی تھی اور عوام حکومت پر ان 4 لاکھ فوجیوں کے زندہ نکال لینے کا دباؤ ڈالنے لگی ۔برطانیہ کے لوگوں نے کشتیوں کی مدد سے فوجیوں کو نکالنے کا فیصلہ کیا۔

اس وقت برطانیہ کے وزیر اعظم مکرم ونسٹن چرچل(Winston Churchill) تھے۔ان کے لئے یہ وقت انتہائی مشکل کا تھا کیوں کہ ان پر لگاتار یہ دباؤ ڈالا جا رہا تھا کہ وہ ADOLPH HITLER کے ساتھ صلح کر کے اپنی ہار کا اعتراف کر لیں کیوں کہ جرمن فوجوں نے فرانس ، بلجئیم وغیرہ کو شکست دے دی تھی اور قریب تھا کہ برطانیہ پر حملہ کرکے اس کو بھی زیر نگیں کر لے۔لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ونسٹن چرچل اپنے فیصلہ پر ڈٹے رہے اور صلح کرنے سے صاف انکار کر دیا۔لہٰذا اس دوران مختلف مقامات پر جنگ جاری تھی اوروہ اس سوچ میں ڈوب گئے کہ ایسے حالات میں وہ کیا طریق اختیار کیا جائے کہ ان 4 لاکھ سپاہیوں کو زندہ نکال لیا جائے۔چرچل نے دو بڑے پانی کے جہاز ڈنکرک (Dunkirk)کی طرف روانہ کروائے اور یہ حکم دیا کہ پہلے دور میں زخمی فوجیوں کو جہاز کے ذریعہ وہاں سے نکالا جائے اور اس کے بعد باقیوں کو۔ یہ جہاز ابھی راستہ میں ہی تھے کہ جرمن جہازوں نے آسمان سے ان پر بم برسانے شروع کر دئے اور راستے میں ہی ایک پانی کا جہاز ڈوب گیا۔دوسرے جہاز میں بعض سپاہی چڑھائے گئے لیکن اس جہاز کو بھی جرمن طیاروں نے بآسانی غرق کر دیا۔اب چرچل کی مشکلیں اور بڑھ گئی لہٰذا چرچل نے Brigadier Claude Nicholson کی

راہنمائی میں ایک 30th Infantry Brigade کو تیار کیا جس کو طیاروں کے ساتھ ڈنکرک (Dunkirk) کی طرف روانہ کیا گیا جس نے آسمان پر جرمن فوجوں کا مقابلہ کرنا شروع کیا۔ان طیاروں نے جرمن جہازوں کو گرانا شروع کر دیا اور باقی طیارے بھی اپنا کام بخوبی کرنے لگے ۔اس طریق سے ایک زبردست فائدہ یہ ہوا کہ پانی کے جہازوں کو آنے کا موقعہ مل گیا اور چرچل نے فوری طور پر پانی کے جہاز بھجوانے شروع کر دئے اور فوجیوں کی نقل مکانی شروع ہوئی لیکن جرمن اتنی آسانی سے اپنا شکار چھوڑنے کو تیار نہ تھے اس نے برطانیہ کے طیارے گرانے شروع کر دئے اور زمین پر پھنسے فوجیوں پر سیدھا حملہ کرنے لگے جس سے مُتَّحِدہ افواج(Allied Forces) ہلاک ہونے لگی اور ہلاک ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ پانی کے جہاز آتے رہے اور مُتَّحِدہ افواج(Allied Forces) کو لے جاتے رہے ،جرمن اور مُتَّحِدہ افواج(Allied Forces) کے طیاروں کا آسمان میں مقابلہ جاری رہا ۔مُتَّحِدہ افواج(Allied Forces) نے اپنے طیاروں کے ذریعہ جرمن کے بہت سے طیارے مار گرائے ۔بہت سارے طیارے جرمن فوجوں نے بھی مار گرائے اور کئی طیارے لڑتے لڑتے اب پوری طرح خراب ہو چکے تھے جن میں موجود پائلٹوں کے پاس جہاز کو چھوڑ کر باہر کود جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔مشکل یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ وہ جہاں گریں گے وہ علاقہ جرمن قبضہ میں ہے اور قریب ہے کہ جرمن فوجی ان کو ہلاک کر دیں ۔خیر وہ باوجود ان خطرات کے جہاز سے کود جاتے ہیں اور جرمن فوجی ان کو حراست میں لے لیتے ہیں اور ان سب کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

اس دوران بعض برطانیہ کے افراد اپنی کشتی میں فوجیوں کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے سمندر میں نکل گئے اور ان کی زبردست ہمت نے ان میں سے بعض فوجیوں کو بچانے میں مدد دی جو کہ جرمن طیاروں کے ذریعہ مغروق پانی کے جہاز سے بچ کر سمندر کے بیچ میں پھنس گئے تھے۔

مُتَّحِدہ افواج(Allied Forces) کے فوجی ہمت کرتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں وہاں موجود لاشوں کو دفن کرنا شروع کر دیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ زخمیوں کو جہاز پر چڑھاتے ہیں۔ تمام محنت و مشقت اور قربانیاں رنگ لائیں ان چار لاکھ فوجیوں میں سے 3 لاکھ سے زیادہ کی جان بچائی گئی لیکن 1 لاکھ کے قریب ایسے تھے جو بچائے نہ جا سکے۔اس پورے آپریشن میں کل 700 کے قریب سمندری جہاز استعمال کئے گئے جن میں 200 سے زائد جہاز جرمن فوجوں نے زبردست حملوں کے ساتھ غرق کئے۔ 3 لاکھ سے زائد فوجیوں کو زندہ وہاں سے نکال لینا ایک زبردست جنگی فتح تھی اور جرأت اور بہادری کی عظیم مثال ہے ۔

(مرتبہ: ناصرالدین حامد صاحب مربی سلسلہ وقف نو بھارت)

بقیہ از صفحہ نمبر 27

ایک خادم نے حضور جس کار میں سفر کر رہے تھے اس کے دروازے پر ایک میٹ رکھ دیا۔اتفاقاً میٹ رکھنے والا اس شخص کا بھائی تھا جس کی کار میں حضور سفر کر رہے تھے ۔حضور نے مزاقا فرمایا کہ کیا آپ نے اس لئے میٹ رکھا کہ کہیں آپ کے بھائی کی کار گندی نہ ہو جائے۔

***

سائنس کی دنیا

Science

کیا کوانٹم فزکس روح کے راز کو سمجھ جائے گی؟

کارلوس سیرانوبی بی نیوز منڈو 10 مئی 2019

مقادیر یا کوانٹم کی دنیا اس دنیا سے مختلف ہے جسے ہم دیکھتے ہیں۔

تصور کریں کہ آپ ایک آسیب زدہ جگہ میں ہیں۔ یہ ایک تاریک، سرد اور غیر آباد حویلی ہے۔

جب آپ اس میں داخل ہوتے ہیں تو پہلے آپ کو یہ گھر خالی لگتا ہے لیکن فوراً آپ غور کرنے لگتے ہیں کہ کچھ اشیا اچانک ظاہر ہوتی ہیں اور پھر اچانک غائب ہو جاتی ہیں۔

اس گھر پر مکمل خاموشی چھائی ہوئی ہے، لیکن آپ ذرّات گزرتے ہوئے محسوس کرتے ہیں اور باورچی خانے سے ہلکی سی آواز سنتے ہیں جیسے لکڑی کے فرش پر کسی کے چلنے کی خفیف سی چرچر ہو۔ اگر گھر میں کوئی نہیں ہے تو پھر ایسی آوازیں کہاں سے آتی ہیں؟

یہ کہانی ایک مثال ہے تاکہ ایک خالی جگہ کا تصور ذہن میں بنایا جا سکے کہ یہ واقعی خالی ہے۔

لیکن اب طبیعات (فزکس) کے قوانین کے مطابق، اس خالی پن کی حقیقت کو سمجھنے کے دو طریقے ہیں۔

ایک آسیب زدہ گھر: ہماری دنیا جس میں ہم چیزیں دیکھ سکتے ہیں اور محسوس کرسکتے ہیں ایک خالی جگہ یا ایک خلا کے تصور کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ خلا بس وہ جگہ ہے جس میں کوئی شہ نہیں ہوتی، یہاں تک کہ ہوا بھی نہیں۔ لیکن کوانٹم فزکس یعنی مقادیر برقیات کی طبیعات میں، جو ایٹم سے بھی چھوٹی سطح پر کام کرتی ہے اور جس عمل کو انسانی آنکھ دیکھ بھی نہیں سکتی ہے، یہ خلا اس آسیب زدہ گھر کی طرح کا ہے جس کی اوپر مثال دی گئی ہے۔

کوانٹم خلا دراصل ذرات، توانائی اور لہروں سے بھرا ہوا ایک ماحول ہے جو پُراسرار انداز میں ظاہر ہوتا ہے اور تیزی سے غائب ہو جاتا ہے۔ اگر کسی حقیقی ماحول کو ہم روشنی اور گرمی سمیت ہر قسم کے ذرات سے خالی کر دیں اور اس میں کچھ بھی نہ رہے، تب بھی سائنسدان اُس خلا میں الیکٹرک فیلڈ کی لہر نما جھلک تلاش کر لیں گے جو شاید ایک لمحے کے لیے ظاہر ہو اور پھر غائب ہو جائے۔

اب زیورِخ کی کوانٹم انسٹی ٹیوٹ کے محققین کا کہنا ہے کہ وہ پہلی بار خلا میں ان ذرات کی وجہ سے پیدا ہونے والے اتار چڑھاؤ کو ماپنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

یہ اسی طرح ہے جیسے ہم اپنے گرد کسی روح کے وجود کو محسوس کر سکیں اور جب وہ ادھر ادھر گھوم پھر رہی ہو ہم اس کے سفید سے نشان دیکھ سکیں۔

اچانک کسی مادّے کو وجود میں لانا ناممکن ہے

سائنس کے مطابق اچانک کسی مادّے کو وجود میں لانا ناممکن ہے، اور نہ کسی مادے کو معدوم کیا جاسکتا ہے، 'کچھ پیدا نہیں ہوتا، کچھ تباہ نہیں ہوتا، سب چیزیں اپنی ہئیت یا شکل بدلتی ہیں۔' جدید علمِ کیمیا کے بانی سائنسدان لووازئیے نے مادے کے ناقابلِ تخلیق یا ناقابلِ فنا ہونے کے بارے میں نظریہ دیا تھا۔

لیکن کوانٹم کی سطح پر بات مختلف ہے۔

ہارورڈ یونیورسٹی میں اپلائیڈ فزکس کی فیلو، کرسٹینا بینی چیلس کہتی ہیں کہ ایک مختصر عرصے کے لئے توانائی کو خلا سے وجود میں لانا ممکن ہے۔ یہ اچانک ہوتا ہے۔ ہم اس کے وقت کا تعین نہیں کر سکتے کہ یہ کب ہو گا، لیکن یہ ہوتا ہے۔

بینی چیلس نے اس ظاہر اور غائب ہونے کے لمحے کا ایک تجربے کے دوران مشاہدہ کیا۔

کوانٹم کے حوالے سے، جب ہم زمان و مکان کی بات کرتے ہیں تو ہم نینو میٹرک سکیلز (بہت ہی چھوٹے پیمانے) استعمال کرتے ہیں (جو ایک میٹر کے ایک اربویں حصے کی پیمائش کرسکتے ہیں) اور بہت ہی قلیل مدت کی ارتعاشی لہر کو ماپ سکتے ہیں (یعنی ایک سیکنڈ کے ایک اربویں حصے کو)۔

نٹم ذرات برقی مقناطیسی میدان پیدا کرتے ہیں

مکمل خلا: اس تجربے کو کرنے کے لئے محققین نے ایک مکمل خلا پیدا کیا جو روشنی اور حدت کے اثرات سے بھی مکمل

طور پر آزاد تھا۔
ایسا انہوں نے درجہ حرارت کو منفی 269 سینٹی گریڈ تک، یعنی تقریباً مطلق صفر درجہ حرارت تک کم کر کے اور وہاں روشنی کی ہر شکل یا ہئیت کے وجود کے امکان کو ختم کر کے کیا جو اُس خالص ماحول کو آلودہ کر سکتی تھی۔
بینی جیلمس کہتی ہیں کہ اتنا ہی ایک مکمل خلا کے قریب جایا جا سکتا ہے، ہم اس سے زیادہ نہیں جا سکتے ہیں۔
اس آلے کے اندر انھوں نے ایک ایسا کھوج لگانے والا خاص کرسٹل لگایا تھا جو اس مطلق خلا میں لہروں کے ظاہر ہونے اور غائب ہونے پر ردعمل دکھاتا تھا۔ مطلق خلا میں مادے اور الکٹرومیگنیٹک ریڈی ایشن کے معدوم ہوجانے کے بعد یہی رہ جاتا ہے۔
اس کرسٹل پر لہروں کے ظاہر اور غائب ہونے کی وجہ سے تبدیل ہوتی ہوئی خصوصیات کے مشاہدے سے بینی چیلمس اور ان کی ٹیم، الیکٹرومیگنیٹک فیلڈ کی لہروں کو ماپنے کے قابل ہو سکیں۔

کوانٹم روحیں: روایتی فزکس میں خلا وہ ماحول ہے جہاں کسی شے کا وجود نہیں ہوتا ہے۔ لیکن کوانٹم تھیوری (نظریہ مقادیر برقیات) میں اسے تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ اُس وقت بھی ایک بہت ہی مختصر لمحے کے لیے اس مطلق خلا میں ذرات، لہروں کا اُتار چڑھاؤ اور توانائی اتنی کم مقدار اور غیر مرئی ہئیت میں لطیف سا وجود رکھتے ہیں کہ اُن کا ماپنا فی الحال ناممکن ہے۔
خلا کے اندر ان لہروں کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے خفیف سی روشنی کا اچانک اور بے ساختہ وجود اس وقت بنتا ہے جب ایک ایٹم معدوم ہو رہا ہوتا ہے۔ لہروں کے اس طرح ماپنے سے علم کے اس شعبے میں ایک بہت بڑی پیش رفت ممکن ہے۔
حالانکہ بینی چیلمس اقرار کرتی ہیں کہ ایک بڑے انداز میں ہم اب بھی ان مظاہر کو سمجھنے سے کوسوں دور ہیں، لیکن یہ اس وقت کوانٹم فزکس اور ان غیر مرئی ذرات کی پُر اسراریت کو منکشف کرنے میں مدد دے سکتے ہیں جو روح کر طرح محسوس ہوتے ہیں۔

***

دیارِ مہدیؑ سے

سیرۃ المہدی میں لکھا ہے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند مہمانوں کی دعوت کی اور ان کے واسطے گھر میں کھانا تیار کروایا۔ مگر عین کھانے کے وقت اتنے ہی مہمان اور آگئے اور کہا جاتا ہے کہ بیت مبارک مہمانوں سے بھر گئی۔ حضور نے اندر کہلا بھیجا کہ اور مہمان آگئے ہیں کھانا زیادہ بھجوائیں۔ اس پر پر حضرت بیگم صاحبہؓ نے حضور کو اندر بلا بھیجا اور کہا کہ کھانا تو تھوڑا ہے۔ صرف ان چند مہمانوں کے مطابق پکایا گیا تھا جن کے واسطے آپ نے کہا تھا مگر شاید باقی کھانے کا کچھ کھینچ تان کر انتظام ہو سکے گا۔ لیکن زردہ تو بہت تھوڑا ہے۔ اس کا کیا کیا جاوے۔ میرا خیال ہے زردہ بھجواتی ہی نہیں صرف باقی کھانا نکال دیتی ہوں۔ حضور نے فرمایا نہیں یہ مناسب نہیں۔ تم زردہ کا برتن میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ حضور نے اس برتن پر رومال ڈھانک دیا اور پھر رومال کے نیچے اپنے ہاتھ گزار کر اپنی انگلیاں زردہ میں داخل کر دیں۔ اور پھر کہا اب تم سب کے واسطے کھانا نکالو خدا برکت دے گا۔
حضرت عبد اللہ سنوری صاحب کہتے ہیں کہ کھانا سب کے واسطے آیا اور زردہ بھی۔ زردہ سب کے کھانے کے بعد بھی کچھ بچ گیا۔

(سیرت المہدی حصہ اول مطبوعہ 21/دسمبر 1923ء صفحہ 129 روایت نمبر 141)

O.A. Nizamutheen
Cell : 9994757172

V.A. Zafarullah Sait
Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

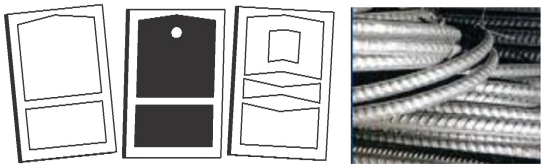

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex,
#51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near
Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram,
Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

Love For All
Hatred For None

Mob. : 9387473243
9387473240
0495 2483119

SUBAIDA
Traders

Madura bazar, Cheruvannoor, Calicut

Dealers in Teak, Rubwood & Rose Wood Furniture

Our sister concerns : Subaida timbers, feroke - 2483119
Subaida traders, Madura Bazar, Cheruvannoor
National furniture, Thana, Kannur, 0497-2767143

Contact (O) 04931-236392
09447136192

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor

CEEKAYES TIMBERS
&
C. K. Mubarak Ahmad
Proprietor
Contact : 09745008672

C. K. WOOD INDUSTRIES

VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM KERALA

Abdul Hai
9916334734

AL-MASROOR
Electrical Work and Publicity

All Types of Function
Lighting Work
Mic Speaker System
&
Electrical Work

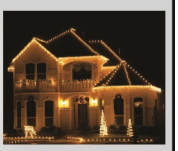

Hyderabad Road, Hossali Cross
Opp Parivar Gas Agency, Yadgir-585202

Prop. Mahmood Hussain
Cell : 9900130241

MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works

Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire

Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

Prop : Mohammed Yahiya Ateeq
Cell : 9886671843

ಐ ಮೊಬೈಲ್ಸ್
I MOBILES
Authorised Service centre of

LAVA itel INTEX
XOLO the next level
Infinix The future is Now!
TECNO mobile
spice

1st Floor Kallur Complex, Gandhi Chowk Yadgir - 585201.

EXIDE

MUJEEB AHMED
Prop.

LOVE
FOR ALL
HATRED
FOR NONE

EXIDE Loves Cars & Bikes

Dealers in : EXIDE BATTERIES & INVERTERS

M.S. AUTO SERVICE

M.S. AUTO SERVICE
3-4-23/4, Bharath Building,
Railway Station Road, Kacheguda,
Hyderabad - 500027. (T.S.)
Cell : 9440996396,9866531100.

INDIA MOVES ON EXIDE

KOHINOOR PRESS

10 Years
Quality Service
Est.1992
Study Abroad

Study Abroad
10 Offices Across India

All Services Free of Cost

سٹڈی ابراڈ

Prosper Overseas
Is the India's Leading Overseas Education Company.

About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universitites / Colleges in 9 Countries since last 10 years

Achievements
* NAFSA Member Association, USA.
* Certified Agent of the British High Commission
* Trusted Partner of Ireland High Commission
* Nearly 100% success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

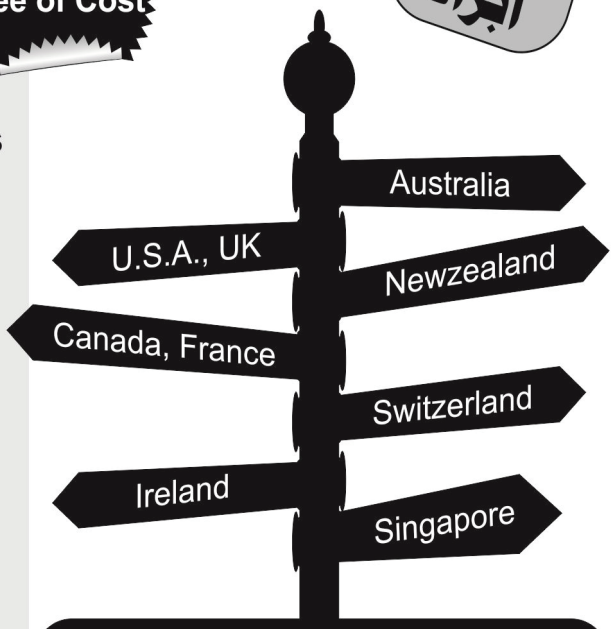

بیرون ممالک میں اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں

CMD : Naved Saigal

Website : www.prosperoverseas.com

e-mail : info@prosperoverseas.com

National helpline : 9885560884

Corporate Office
Prosper Education Pvt. Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands,Ameerpet,
Hyderabad - 500016, Andhra Pradesh, Phone : +91 40 49108888

Khandaq, Hudaibiyah and Khaibar, and was martyred in Jamadi ul-Ūla, 8AH, at the age of 40, in the Battle of Moutah. May Allāh continue to raise the spiritual status of these Companions.

At the end of the Sermon, Huzoor informed the Jamā'at of the sad demise of Malik Muhammad Akram Sahib, Ahmadiyya Missionary in Manchester; Chaudhary Abdul Shukoor Sahib, Ahmadiyya Missionary; Muhammad Saleh Muhammad Sahib, Mu'allim of Waqf-e-Jadīd; and Maushai Jummah Sahib of Tanzania. Huzoor spoke about the deceased members and their services from the Jamā'at and led their funeral prayer after the Friday prayers.

***

JMB Rice mill Pvt. Ltd.

At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔"

(کلام امام الزمان)

NAVNEET JEWELLERS

Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

I myself am a Prophet of God and yet I know not what will happen to me." Huzoor said: There was no great upholder of God's oneness than the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) and yet even he was fearful of God, for He is Independent and Besought of all, and said he didn't know what would befall him. It is therefore all the more incumbent on us to be mindful of our actions and deeds and turn to Allāh, and not to pride ourselves on this but to grow in humility and always seek Allāh's grace so that He may have mercy on us and forgive us. Allāh has indeed granted Hadrat Uthman bin Maz'un (May Allāh be pleased with him) a high status on account of the prayers of the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him), and may He continue to do so, and may we be able to adopt his righteous deeds in our own lives.

Hadrat Wahb bin Sa'ad bin Abi Sarh (May Allāh be pleased with him):

The next Companion I shall speak about is Hadrat Wahb bin Sa'ad bin Abi Sarh (May Allāh be pleased with him). His father's name was Sa'ad and he belonged to Banu 'Āmir bin Luay'i tribe. Hadrat Wahb (May Allāh be pleased with him) was the brother of Abdullah bin Sa'ad bin Abi Sarh. His mother's name was Muhanah bint Jabir and she belonged to Ash'ari tribe. Hadrat Wahb's (May Allāh be pleased with him) brother Abdullah bin Sa'ad bin Abi Sarh was the one who used to write down the revelations of the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) but later became an apostate. He was among those the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) ordered to be killed after the Conquest of Mecca but he was given protection by Hadrat Uthman (May Allāh be pleased with him). When Abdullah bin Abi Sarh learnt that the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) had ordered his death, he came to his foster brother Hadrat Uthman (May Allāh be pleased with him) and asked him to get him a reprieve. For three or four days he remained hidden in Hadrat Uthman's (May Allāh be pleased with him) house. Then when the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) was accepting Bai'at from people, Hadrat Uthman (May Allāh be pleased with him) took Abdullah bin Abi Sarh with him and requested the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) to accept his Bai'at. The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) hesitated for a bit but then accepted his Bai'at and thus he returned to Islām. There were many reasons why his death had been ordered, among which was creating dissent and inciting people against Islām, and it was not only because he had become an apostate.

'Āsim bin Umar relates that when Hadrat Wahb (May Allāh be pleased with him) migrated from Mecca to Medina, he stayed at the house of Hadrat Kulthoom bin Hidm (May Allāh be pleased with him). The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) had established a bond of brotherhood between Hadrat Wahb and Hadrat Suwaid bin 'Amr (May Allāh be pleased with them), and both of them died in the Battle of Moutah. Hadrat Wahb (May Allāh be pleased with him) participated in the battles of Badr, Uhud,

commonly known as Jannatul Baqī'i among non-Arab pilgrims.

Hadrat Salim bin Abdullah (May Allāh be pleased with him) cites his father as saying that whenever someone died, the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) would say, "Send him to those who have preceded us; and what a good man of my ummah was Uthman bin Maz'un, who preceded us." Hadrat Ibn-e-Abbās (May Allāh be pleased with him) relates that when Hadrat Uthman bin Maz'un (May Allāh be pleased with him) died, the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) came to his body, bowed down three times and then raised his head and said aloud, "O Abu Sāib, may Allāh forgive you. You went from the world without having been defiled by anything." According to Hadrat Ayesha (May Allāh be pleased with her), the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) kissed Hadrat Uthman bin Maz'un (May Allāh be pleased with him) on this forehead and tears were flowing from his eyes and flowing onto Hadrat Uthman's (May Allāh be pleased with him) cheeks. When the Holy Prophet's (May Allāh's Blessings be upon him) son Ibrahim died, the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) said:

اَلْحِقْ بِسَلَفِنَا الصَّالِحِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنَ

"Go and join the company of our righteous and dear friend, Uthman bin Maz'un."

Huzoor (May Allāh be his Helper) quoted Hadrat Mirza Bashīr Ahmad Sahib (May Allāh be pleased with him) with regard to the demise of Hadrat Uthman bin Maz'un (May Allāh be pleased with him): In 2AH the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) established a cemetery for his Companions which is known as Jannatul Baqī'i, and the Companions were most often buried in that cemetery. The first Companion to be buried there was Hadrat Uthman bin Maz'un (May Allāh be pleased with him). He was from among the early Muslims, a pious and godly person. The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) was much bereaved at his death. According to accounts, the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) kissed him on the forehead and his eyes were filled with tears. After his burial the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) placed a stone as a marker at the head of his grave and would often go to his grave to pray for him. Hadrat Uthman bin Maz'un (May Allāh be pleased with him) was the first Muhajir who died in Medina.

In Musnad Ahmad bin Hambal, Kharjah bin Zaid cites his mother as saying that when Hadrat Uthman bin Maz'un (May Allāh be pleased with him) died she said, "Abu Sāib, you are holy. Your good days were very good indeed!" When the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) heard this, he asked who was saying this. I said it was me. The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) asked, "How do you know this?" I said, "O Prophet of Allāh (May Allāh's Blessings be upon him), his actions and his worship tell me that Allāh must have treated him with forgiveness." The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) said, "I saw nothing but good in Uthman bin Maz'un. But remember that

SUMMARY OF KHUTBA JUMA

Extracts from the Friday Sermon delivered by Hadrat Khalīfa-tul-Masīh V (May Allāh be his Helper) on 26th April 2019 at Baitul Futūh Mosque,London.

Our Imām, Hadrat Khalīfa-tul-Masīh Huzoor (May Allāh be his Helper) said: In the previous sermon while narrating the account of the life of Hadrat Uthman bin Maz'un (May Allāh be pleased with him) I concluded by saying that he was the first person to be buried in Jannatul Baqī'i. The following details have been found regarding the foundation of Jannatul Baqī'i: At the time of the arrival of the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) in Medina, there were several graveyards in Medina. The Jews had their own graveyard while the various tribes of the Arabs had their own. Since Medina was divided into different sectors, every tribe buried its dead in their own open areas. The graveyard of Quba' was the larger and more famous graveyard, but there were other smaller ones as well. Banu Zafar tribe had their own graveyard while Banu Salmah had their own. There was also a graveyard for Banu Sā'dah where Suq-un-Nabi was later established. The land on which the Prophet's Mosque was built also had some date-palm trees under which the idolaters had their graves. Among all these graveyards, Baqī'i ul-Gharqad was the oldest and most famous. After the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) selected it as graveyard for the Muslims, it gained a distinctive status that it enjoys to this day and for all time to come.

Hadrat Ubaidullah bin Abi Rafi' (May Allāh be pleased with him) relates that the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) was seeking a site for establishing an exclusively Muslim graveyard, and for this purpose he visited several sites, but the honour was reserved for Baqī'i ul-Gharqad. The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) said: "I have been commanded to select this place." At that time it was called Baqī'i ul-Khabkhabah. It had many Gharqad trees and a profusion of wild bushes. There was an infestation of mosquitos and other insects which, when they rose, made it seem like a cloud of smoke.

The first person to be buried in this cemetery was Hadrat Uthman bin Maz'un (May Allāh be pleased with him). The Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) placed a stone as a marker at the head of the tomb and said, "He has preceded us." Thereafter, whenever a person died and people asked the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) where he should be buried, the Holy Prophet (May Allāh's Blessings be upon him) would say, "Close to Uthman bin Maz'un, who preceded us." Baqī'i is an Arabic word denoting a place with a lot of trees. This spot was known in Medina as Baqī'i ul-Gharqad because of the profusion of Gharqad trees. There were also many desert bushes. It was also known as Jannatul Baqī'i. Jannat means a garden or paradise, and hence this place is more